يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة إلا بإمارة دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: مجتہد العصر محقق دوراں محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 59 | شمارہ 8 | جمعۃ المبارک 19 تا 25 دسمبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت توحید کا درس دیتے ہوئے فرمایا: اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ. وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ''تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو، اگر تم جانتے ہو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، تم اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہو اور تم جھوٹ گھڑتے ہو، بلاشبہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمھارے لیے رزق کا اختیار نہیں رکھتے لہٰذا تم اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو اور تم اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو، تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو یقیناً تم سے پہلے کئی امتوں نے جھٹلایا اور رسول کا کام تو صرف کھلا کھلا پہنچا دینا ہے۔'' (العنکبوت: 16 تا 18) بتوں کی توہین کرنے پر جب قوم نے کہا: لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنطِقُونَ ''بلاشبہ تو جانتا ہے کہ یہ (بت) بولتے نہیں'' تو سیدنا ابراہیم نے اعلان توحید کرتے ہوئے فرمایا: أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ. أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ. ''پھر تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمھیں کچھ نفع نہیں دے سکتے اور نہ ہی تمھیں نقصان دے سکتے ہیں، تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے؟'' (الانبیاء: 66-67)

سیدنا ابراہیم کے عقیدۂ توحید اختیار کرنے پر جب قوم نے جھگڑا کیا تو آپ نے فرمایا: أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ. وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُم بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. ''کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو، حالانکہ اسی نے مجھے ہدایت دی اور میں ان سے نہیں ڈرتا جنھیں تم اللہ کے شریک بناتے ہو ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے کیونکہ میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے، کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ اور میں ان سے کیوں ڈروں جنھیں تم (اللہ) کے شریک ٹھہراتے ہو جبکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم ان کو اللہ کے شریک بناتے ہو جن کی اس نے تم پر کوئی دلیل نہیں اتاری؟ پس دونوں فریقوں میں سے کون امن کا زیادہ حقدار ہے؟ (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو۔ (یقیناً) جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا وہی لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' (الانعام: 80-81)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصولِ امن کے سنہری اصول بزبانِ رسول مقبول

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.

''سیدنا عبداللہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں ہے جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (جب تک وہ تین امور میں سے کسی ایک کام کا ارتکاب نہ کرے) جان کے بدلے جان، شادی شدہ ہو کر زنا کرے، دین کو ترک کرتے ہوئے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والا ہو۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الدیات باب قول اللہ تعالیٰ النفس بالنفس والعین بالعین ج 24 ص 10 رقم الحدیث: 6878)

رسول اللہ ﷺ نے انسانی معاشرے کو ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جانے والی سات اشیاء میں سے ایک قتل ناحق بتایا ہے کیونکہ یہ ایک ایسا جرم ہے جو نسل در نسل معاشرے کو تباہی و بربادی اور قتل و غارت میں مبتلا رکھتا ہے۔ دورِ جاہلیت میں بدامنی، خون ریزی اور قتل و غارت کی ایک بڑی وجہ قتل ناحق تھا یہی وجہ تھی کہ سالہا سال خاندانوں کے خاندان اسی جرم میں زندگی کی بازی ہار بیٹھتے اور ایک دوسرے کے افراد کو قتل کرنے پر فخر کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ''تم کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو اس سے قصاص لے یا دیت لے کر معاف کر دے، اگر چاہے تو دیت کے بغیر معاف کر دے کیونکہ مقتول کا وارث قاتل پر شریعت، دستور اور قانون کے مطابق منصور اور فتح یاب ہے۔'' (بنی اسرائیل: 33)

ایک مسلمان کا ناحق قتل کرنا ساری دنیا کے ختم ہو جانے سے بھی عنداللہ زیادہ بھاری اور گناہ میں زیادہ سخت ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے: لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ ''ایک مسلمان کے قتل کی نسبت ساری دنیا کا ختم ہو جانا کمتر ہے'' (ترمذی کتاب الدیات باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن جزء 5 ص 64 رقم الحدیث: 1395)

معاشرے میں قتل ناحق ایک ایسا جرم ہے جس سے معاشرے کا امن تباہ و برباد ہوتا چلا جاتا ہے اور فتنے کی ایک ایسی چنگاری سلگتی ہے جو سالہا سال اپنی لپیٹ میں اکثر افراد کو موت کی نیند سلا دیتی ہے اور خاندان کے بقیہ افراد کا سکون تباہ و برباد کر دیتی ہے اور یہ ایک ایسا متعدی جرم ہے کہ دنیا میں ہر قتل ہونے والے انسان کے گناہ میں آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل برابر کا شریک ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس جرم (قتل) کو ایجاد کیا تھا۔ (بقیہ: ص 19)

جماعت اہل حدیث کے خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القری مکہ مکرمہ

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

لاہور میں تحریک انصاف کا ”پرامن“ احتجاج اور اپنی ہی خواتین سے شرمناک بدتمیزی

15 نومبر کو عمران خان صاحب نے لاہور میں احتجاج کا اعلان کیا اس سے پہلے وہ فیصل آباد اور کراچی میں بھی احتجاج کر چکے ہیں یہ ان کے بقول ان کا پلان سی ہے، پلان اے اور بی کے بارے میں کچھ نہیں لکھوں گا۔ مخدوم جاوید ہاشمی اس بارہ میں نہ صرف مفصل انکشاف کر چکے ہیں بلکہ انھوں نے بروقت اس خوفناک منصوبے سے قوم کو آگاہ کر کے اس کے غبارے سے ہوا بھی نکال دی۔ چودہ اگست سے دھرنا دیے ہوئے عمران خان نے فیصل آباد، کراچی، لاہور اور پھر پورے پاکستان کو بند کرنے کی تاریخیں دیں اور ساتھ ہی اعلان فرمایا کہ ہمارا احتجاج پرامن ہوگا۔ نہ ہم زبردستی پہیہ جام کرائیں گے اور نہ ہی زبردستی دکانیں بند کروائیں گے۔

18 اگست کو موصوف نے فیصل آباد کو بند کرانا تھا۔ تاجر برادری، ٹرانسپورٹرز، تعلیمی ادارے، وکلاء غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی تنظیموں نے اس کال کو مسترد کر دیا۔ مقررہ تاریخ پر اس کی پارٹی کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہاتھوں میں ڈنڈے تھامے ہوئے مختلف مقامات پر رونما ہوئے، سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک بند کرنے کی کوشش کی، زبردستی دکانیں بند کرانے کی کوشش کی، فیصل آباد شہر کی تمام قومی وصوبائی اسمبلی کی نشستیں مسلم لیگ (ن) نے جیتی ہیں اور وہ (ن) لیگ کا قلعہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس زبردستی پر ن لیگ کے کارکن بھی نکل آئے، یوں پی۔ٹی۔آئی اور ن لیگ کے کارکنوں کا تصادم ہو گیا۔ شہر دن بھر میدان جنگ بنا رہا۔ پی۔ٹی۔آئی کا ایک کارکن ہلاک ہو گیا، اس موقع پر ٹی۔وی کے ذریعے عوام دیکھ رہے تھے کہ پولیس نے کسی قسم کی کاروائی نہیں کی حالانکہ انتظامیہ کو چاہیے تھا کہ وہ خاموش تماشائی بننے کی بجائے امن کی بحالی کے لیے اپنا فرض ادا کرتی۔ بہر حال عمران خان اینڈ کو نے اسی دن سے دھمکیاں دینی شروع کر دیں اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ لاہور میں خاصا خون خرابہ ہوگا۔

14 دسمبر کو جناب اسحاق ڈار اور جہانگیر ترین کی مشترکہ پریس کانفرنس سے عوام نے سکھ کا سانس لیا کہ اب طرفین یہ کہہ رہے ہیں کہ مثبت انداز میں مذاکرات شروع ہو چکے ہیں اور لاہور کا احتجاج پرامن ہوگا، اسحاق ڈار نے اپنی قیادت سے مشورے کے بعد اعلان کیا کہ 15 دسمبر کو پی۔ٹی۔آئی کو فری ہینڈ دیا جائے گا۔ ن

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر روپڑی 0300-8001513
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 6
وحی الٰہی کا واضح انکار 10
مولانا محمد حسین شیخوپوری 14

زر تعاون

فی پرچہ ... 10 روپے
سالانہ ... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ ”تنظیم اہلحدیث“ 5 حسن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

لیگ کا کوئی ورکر اس دن باہر نہیں نکلے گا۔ جہانگیر ترین نے پرامن احتجاج کی نوید سنائی اور لوگوں کی پریشانی رفع ہوگئی کہ اب نہ تو کاروبار بند ہوگا نہ ٹریفک رُکے گی اور نہ ہی وہ بے چارے دیہاڑی دار مزدور پریشان ہوں گے، جو دن بھر مزدوری کر کے اپنے بچوں کے لیے روزانہ کا آٹا خرید کر لے جاتے ہیں اگر ان کو مزدوری نہ ملے تو ان غریبوں کے بچے بھوکے سوتے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے پہلے میٹرو بس سروس ایک دن معطل کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن مذاکرات میں ماحول سازگار ہونے پر میٹرو بس بھی چلا دی۔ مگر عمران خان کے جیالے اور جیالیاں ہاتھوں میں ڈنڈے تھامے جگہ جگہ نمودار ہوئے اور ٹائر جلا جلا کر سڑکیں بند کرنا شروع کر دیں، راوی پل، بابو صابو انٹرچینج، چونگی امر سدھو، مال روڈ، بھاٹی چوک، گلبرگ، دھرم پورہ غرضیکہ جہاں جہاں سے بیرون شہر سے راستے لاہور میں داخل ہوتے تھے وہ بند کر دیے۔ میٹرو بس پر پتھراؤ کیا، پبلک ٹرانسپورٹ زبردستی بند کرائی اور پھر نجی کاریں، موٹر سائیکل اور رکشے بند کرانا شروع کر دیا۔

بھائی اپنی جوان بہن کو لے کر کالج جا رہا ہے ان کے ساتھ بدتمیزی، باپ اپنے بچوں کو چھوڑنے سکول جا رہا ہے تو اسے بچوں کے سامنے گاڑی سے اتار کر اس سے ہاتھاپائی اور ستم یہ کہ مردوں کے ساتھ ہاتھاپائی کرنے میں جیالیاں جیالوں سے بھی پیش پیش ہوتیں۔ یہ شرمناک مناظر دن بھر لائیو ٹی وی پر لوگ دیکھتے رہے، بھاٹی پر ایس پی سٹی کو نرغے میں لے لیا، پولیس نے انتہائی اقدام کی دھمکی دے کر بمشکل ایس پی کو غنڈہ گردی سے بچایا۔ ڈی ٹی وی، اور زخمی ہو گئے، جیو ٹی وی کی خاتون رپورٹر کے ساتھ مردوں نے بدتمیزی کی اسے زدوکوب کیا، کیمرے کی آنکھ میں لوگوں نے اس بے چاری کے ساتھ بدتمیزی ہوتے ہوئے اور روتے ہوئے دیکھا۔ جیو کے رپورٹر امین حفیظ کو زخمی کیا، وہ ہسپتال میں پڑے ہیں، چار افراد بے چارے ہسپتال نہ پہنچے دیے گئے، ایمبولینس اور رکشے میں تڑپ تڑپ کر مر گئے لیکن ان غنڈوں نے ان کو راستہ نہیں دیا۔

میو ہسپتال کی ایمرجنسی میں سماء ٹی وی کی رپورٹر انٹرویو کر رہی تھی کہ ان ظالموں نے کس طرح ایمرجنسی مریضوں کو راستہ نہیں دیا اور وہ گلیوں سے ہوتے ہوئے پہنچے۔ ایک نوجوان بچی کی ٹانگیں آگ سے جھلس گئیں، ماں دہائی دیتی رہی لیکن راستہ نہیں دیا گیا۔ ایک بیٹا فالج زدہ باپ کو گلیوں سے لے کر آیا غرضیکہ ہسپتال کی ایمرجنسی میں ہر کوئی اس غنڈہ راج کا رونا رو رہا تھا۔ یہ تو دن بھر تحریک انصاف لوگوں کو انصاف فراہم کرتی رہی، اب ان کے رہنماؤں کا کردار ملاحظہ ہو شاہ محمود قریشی ٹی وی پر معافی مانگ رہے ہیں کہ ایمبولینس کو راستہ نہ دینے اور رکشے میں مریض کو راستہ نہ دینے پر یہ اموات واقع ہوئی ہیں اور کارکنوں کو تلقین کر رہے ہیں کہ اب کوئی ایمبولینس نہ روکی جائے لیکن شیریں مزاری صاحبہ فرما رہی ہیں کہ اس طرح کوئی موت واقع ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی ایمبولینس روکی گئی ہے، عوام الناس کے ساتھ تو جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب ان بھیڑیوں کی اپنی ہی پارٹی کی خواتین کے ساتھ جو شیطانی کھیل دن بھر جاری رہا جگہ جگہ سے جو شکایات ان جیالوں نے کی ہیں اور پھر رہی سہی کسر چیئرنگ کراس پر جہاں عمران خان کا جلسہ تھا اور جہاں کیمرے کی آنکھ ان شرمناک مناظر کو پوری دنیا کے سامنے طشت ازبام کر رہی تھی۔

آخر یہ معزز و محترم خواتین کسی گھر سے آئی ہوں گی، یقیناً ان میں سے کسی کا باپ، کسی کا بھائی، کسی کا خاوند یا اور قریبی رشتہ دار اپنی ان معززات کی شکل بھی پہچان رہا ہوگا پھر اس کے اندر اگر غیرت کی کوئی رمق بھی باقی ہے تو اسے شرم سے ڈوب کر مر جانا چاہیے۔ مردوں نے ان کو نہ صرف اپنے درمیان سینڈوچ بنایا ہوا تھا بلکہ مال غنیمت پر ایک دوسرے پر ڈنڈے بھی برسا رہے تھے۔ کئی خواتین نے اپنے ڈنڈوں سے اپنی حفاظت بھی کی لیکن صرف وہی جو اپنی حفاظت چاہتی تھیں۔ سماء ٹی وی یہ شرمناک مناظر دکھاتے ہوئے بار بار یہ اعلان بھی کر رہا تھا کہ عمران خان کا دھرنا ہو یا کوئی احتجاج ان کے ہر مجمع میں ایسے شرمناک مناظر عام ہوتے ہیں۔ دھرنے میں چودہ اگست کو دوران سفر اور پھر اسلام آباد میں پہنچ کر ایک رات گزاری تھی اور صبح ان دھرنیوں نے ٹی وی رپورٹرز کو بتایا کہ ہم نے رات بھاگ کر طاہر القادری کے کیمپ میں پناہ لی اور اپنی عزت بچائی۔ اس کے بعد بقول عمران خان ایک سو چونسٹھ راتوں کو دھرنا لیکن بعد میں کوئی شکایت ان کی طرف سے منظر عام پر نہیں آئی حالانکہ بھیڑیے بھی وہی تھے، بھیڑیں بھی وہی تھیں راتیں بھی وہی تھیں لیکن ان کی بجائے اخباری کالموں، نجی مجلسوں اور پھر اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو کراچی کی مشائخ کانفرنس میں ان کی داستانیں بیان ہوئی تھیں۔

بہر حال میں لاہور کے چیئرنگ کراس کے حوالے سے عرض کر رہا تھا، ٹی، وی سے بار بار اعلان کیا جا رہا تھا کہ سٹیج کے سامنے کی طرف عورتوں کے دھرنے میں چودہ اگست کو دوران سفر اور پھر اسلام آباد میں پہنچ کر ایک رات گزاری تھی اور صبح ان دھرنیوں نے ٹی، وی رپورٹرز کو بتایا کہ ہم نے رات بھاگ کر طاہر القادری کے کیمپ میں پناہ لی اور اپنی عزت بچائی۔ اس کے بعد بقول عمران خان ایک سو چوبیس راتوں کو دھرنا لیکن بعد میں کوئی شکایت ان کی طرف سے منظر عام پر نہیں آئی حالانکہ بھیڑیے بھی وہی تھے، بھیڑیں بھی وہیں تھیں راتیں بھی وہی تھیں لیکن انکی بجائے اخباری کالموں، نجی مجلسوں اور پھر اگر کوئی کمی رہ گئی تھی تو کراچی کی مشائخ کانفرنس میں ان کی داستانیں بیان ہوئی تھیں۔ لیے جگہ مخصوص کی گئی ہے اور وہ جگہ خالی ہے، اناؤنسر بھی بھولے بادشاہ ہوتے ہیں، دن بھر لڑکوں کے ساتھ مل کر غنڈہ گردی کے بعد بھلا وہ اپنی اس مخصوص کردہ جگہ پر بیٹھنے کے لیے آئی ہیں اور پھر اسٹیج سے رہنماؤں کی طرف سے اپیل کے انداز میں اعلان شروع ہو گئے کہ لڑکیوں سے بدتمیزی نہ کریں، چاروں طرف ٹی وی کے کیمرے اور مائیک لگے ہوئے تھے۔ بار بار یہی اعلان ہو رہا تھا لیکن تحریک انصاف کے رہنمایان گرامی آپ ان کے اس حد تک ہی رہنما ہیں ان کو اکٹھا ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ باقی رہنمائی وہ آپ کرتے ہیں۔ عمران خان صاحب کے حسب معمول غلط بسم اللہ پڑھ کر تقریر شروع کی تو سب سے پہلے اپنے کارکنوں سے اپیل کی کہ خواتین کو ہراساں نہ کریں، آپ ان کی حفاظت کریں۔ جناب عمران خان صاحب آپ کی دکان ان کی برکت سے ہی چل رہی ہے، آپ اسی ملک میں پلے، بڑھے، سیاست میں آنے کا شوق فرمایا۔ پرویز مشرف کے جعلی ریفرنڈم میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر ڈالیں کہ طاہر القادری اس کارِ خیر میں آپ سے آگے نہ نکل جائے۔ آپ کی تمام تر خدمات کا صلہ میانوالی سے ایم این اے کی ایک سیٹ آپ جلسیاں بھی کرتے تھے۔ چندے کے لیے مساجد کا رُخ کر کے وہاں خطاب بھی فرماتے تھے کبھی سامعین کی تعداد دو سے متجاوز نہیں ہوتی تھی پھر آپ نے مینار پاکستان سے سیاست کے ایک نئے باب کا آغاز کیا۔ مجمع دو سے بڑھ کر ہزاروں میں اور آپ کے بقول لاکھوں تک پھیل گیا عمران خان بھی وہی سیاسی جماعت بھی وہی پاکستان اور اس کے عوام بھی وہی پھر آپ نے اپنے اندر کونسی مقناطیسی مشین فٹ کرالی ہے کہ نوجوان دیوانہ وار آپ پر اور آپ کے سیاسی کزن پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن کی مسجد کے امام اور آپ یکدم مقبول ہوئے ہیں اور دن بدن مقبولیت کا گراف بلندیوں کی طرف محو پرواز ہے، آپ دونوں کا استاد وہی ہے جس نے آپ کو یہ راستہ بتایا ہے جو پاکستان کی سیاست میں اس سے پہلے متعارف نہیں تھا۔ مقبولیت کی یہ گیدڑ سنگھی عورت ہے، جلسے میں نوجوان خوبرو لڑکیاں اور وہ بھی مخصوص تربیت کے ساتھ لے آؤ، پھر نوجوانوں کی وارفتگی دیکھ یہ ہے مقبولیت کا راز آپ نے لاہور میں فرمایا کہ ہم نے دنیا کی تاریخ میں ریکارڈ قائم کیا ہے کہ ایک سو چوبیس دن دھرنا دیا ہے۔ حیا مانع ہے کھل کر لکھ نہیں سکتا، ایسا دھرنا تو سالوں تک بھی چل سکتا ہے۔ پنڈی اسلام آباد کے ہوٹل مالکان کی دعائیں بھی شامل حال ہیں جنھوں نے کمروں کے ریٹ دگنے کر دیے اور کمرہ پھر بھی خالی کوئی نہیں ملتا اگر آپ نے عمران خان نیازی کی اصل مقبولیت دیکھنی ہو تو کسی شہر میں جلسہ کریں اور اعلان کر دیں جلسے میں کوئی لڑکی نہیں آئے گی آپ کو اپنی مقبولیت کا اندازہ ہو جائے گا۔ آپ کے سیاسی کزن نے بھی دھرنے اور جلسوں کے لیے یہی طریقہ اپنایا اور خیالوں ہی خیالوں میں اکیلے سارے پاکستان کے متفقہ امیر المومنین اپنے آپ کو سمجھنے لگے۔ انھیں بھی یہ زعم باطل تھا کہ جس امیدوار کی حمایت کا میں اشارہ کر دوں اس کے مخالفین کو تو اپنی انتخابی مہم بند کر دینی چاہیے تاکہ مزید رقم کا ضیاع نہ ہو، اتفاق سے آپ کینیڈا سے جب دوسری دفعہ تشریف لائے۔ پاکستان سے گئے کیوں تھے اور پھر آئے کیوں؟ یہ سربستہ راز ہے بہرحال جب کینیڈا سے نازل ہوئے تو بھکر میں صوبائی اسمبلی کا ضمنی الیکشن تھا۔ آپ نے بھکر میں جلسہ رکھا اور ان کے بقول لاکھوں کا مجمع تھا اس میں انھوں نے حاضرین سے ہاتھ اٹھوا کر ایک امیدوار کو ووٹ دینے کا وعدہ لیا۔ شیعہ، سنی، اتحاد کی دہائی دی اور پھر کن کن عظیم المرتبت ہستیوں کے واسطے دیے جو آدمی الیکشن میں کھڑا ہوتا ہے وہ جیتنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور اس امیدوار کا اس حلقے میں ووٹ بینک بھی بہت تھا۔ حضرت کے فیوض و برکات سے ان کا وہ امیدوار پانچ ہزار سے زیادہ ووٹ نہیں لے سکا۔ عبرت پکڑو اے آنکھوں والو۔

الاستفتاء

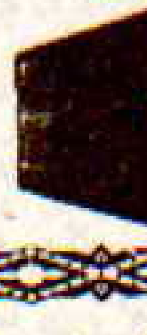

حافظ عبدالوہاب روپڑی

سوال: میں مسمی عبدالمالک نے اپنی بیوی کو بعض گھریلو لڑائی جھگڑے کی بنا پر 2008 کو زبانی طور پر طلاق دی اس کے بعد ہم نے دوران عدت رجوع کرلیا تھا۔ پھر 2010 میں تحریری طور پر طلاق دے دی اس کے بعد دوران عدت ہماری صلح ہوگئی، پھر میں نے 2012 میں پھر تحریراً طلاق دے دی پھر اس کے چند دن بعد ہم نے صلح کرلی اور اکٹھے رہنا شروع کردیا تھا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتلائیں کہ ہمارا بحیثیت میاں بیوی اکٹھا رہنا قرآن وحدیث کے مطابق درست ہے یا نہیں؟

سائل: عبدالمالک

الجواب بعون الوہاب: اسلام نے نسل انسانی بقاء اور حفاظت کے لیے نکاح کا سلسلہ رکھا ہے، نکاح فریقین (میاں بیوی) کے درمیان اللہ کے نام پر قائم ہونے والا ایک ایسا عقد ہے جس میں فریقین ایک دوسرے کے حقوق پورا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے فریقین باہمی حقوق وفرائض کی ادائیگی سے قاصر ہوں تو پھر اس عہد کو طلاق یا خلع کے ذریعے ختم کیا جاسکتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے طلاق کی عدت تین حیض اور خلع کی عدت ایک حیض مقرر کی ہے، لیکن طلاق کی صورت میں پہلی اور دوسری طلاق کے بعد دوران عدت (تین حیض یا وضع حمل) خاوند کو رجوع کرنے کا اختیار ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ''رجعی طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد خاوند کے لیے اپنی بیوی کو اچھے طریقے سے روک لینا یا پھر احسن انداز سے اسے چھوڑ دینا ہے'' (البقرہ:229) لیکن تیسری طلاق کے بعد خاوند اپنی بیوی سے دوران عدت رجوع نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ جدید نکاح کے ساتھ آپس میں آباد ہوسکتے ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيرِ إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ: أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ، لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ ''رسول اللہ ﷺ کے پاس رفاعہ قرظی کی بیوی نے حاضر ہوکر عرض کی کہ رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دی ہیں میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کرلیا ہے اور وہ اچھی طرح حقوق زوجیت ادا نہیں کرسکتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے؟ لیکن تو اس وقت تک اپنے پہلے شوہر کی طرف نہیں لوٹ سکتی جب تک تو دوسرے شوہر سے جماع کا لطف نہ پالے اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہوجائے۔'' (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الشھادات باب شھادۃ المختبئ ج 11 ص 121 رقم الحدیث:2639)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ''جب کسی عورت کا شوہر اسے تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت جب تک کسی دوسرے شخص سے (بسنے کی نیت سے) شادی کرے پھر وہ (دوسرا) شخص (اپنی مرضی سے) اس عورت کو طلاق دے دے تو یہ عورت عدت گزارنے کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے، اگر دونوں اللہ تعالیٰ کی حدود قائم رکھنے کا یقین رکھتے ہوں۔'' (البقرہ:230)

(بقیہ ص:9)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 40)

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ (94) ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (95) وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (96) أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ (97) أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ (98) أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ (99) أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ (100) ''اور ہم نے جب بھی کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو وہاں کے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کی روش اختیار کریں(94) پھر ہم نے ان کی بدحالی کو خوشحالی میں تبدیل کر دیا یہاں تک کہ جب وہ زیادہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا کو بھی سختی اور راحت پیش آئی تھی تب ہم نے انھیں اچانک پکڑ لیا اور انھیں خبر تک نہ ہو سکی(95) اور اگر یہ بستیوں والے ایمان لاتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے لیکن انھوں نے جھٹلایا، پھر ہم نے انھیں ان کی کرتوتوں کی پاداش میں گھیر لیا (96) یہ بستیوں والے اس بات سے نڈر ہو گئے کہ رات کے وقت ان پر ہمارا عذاب آ جائے اور وہ سوئے ہوئے ہوں(97) یہ وہ اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ دن چڑھے ان پر ہمارا عذاب اترے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں(98) کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہو گئے ہیں حالانکہ اللہ کی تدبیر سے نقصان اٹھانے والی قوم ہی بے خوف ہو سکتی ہے (99) جو لوگ ان بستیوں کے (رہنے والوں کے) ہلاک ہونے کے بعد (ان کی) زمین کے وارث ہوئے کیا انھیں یہ رہنمائی نہیں ملی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے گناہوں کے بدلے ان پر (بھی) مصیبت ڈال سکتے ہیں اور ان کے دلوں پر مہر لگا سکتے ہیں کہ وہ سن ہی نہ پائیں۔''

مشکل الفاظ کے معانی

اَلْبَأْسَاءِ	تنگی
الضَّرَّاءِ	سختی
حَتّٰى عَفَوْا	یہاں تک جب وہ (مال و دولت) زیادہ ہو گئے
بَغْتَةً	اچانک
أَفَأَمِنَ	کیا بے خوف ہو گیا وہ
بَأْسُنَا	ہمارا عذاب
بَيَاتًا	رات کے وقت
ضُحًى	دن چڑھے
مَكْرَ اللّٰهِ	اللہ کی تدبیر

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ انبیاء علیہم السلام کے احوال بیان کرتے ہوئے ان کی قوموں پر آنے والے عذابوں کا تذکرہ بھی کیا تھا اور ان آیات میں واضح کیا ہے کہ وہ عذاب صرف ان قوموں کے

لیے ہی خاص نہیں تھے بلکہ ان کے علاوہ جو قوم بھی ان قبیح افعال کا ارتکاب کرے گی اسے عذاب الٰہی سے دوچار ہونا پڑے گا اور اگر یہ کفار و مشرکین اطاعت و فرمانبرداری کی روش اختیار کرتے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے بے گرانواع واقسام کی برکتیں اپنے دامن میں سمیٹ سکتے تھے۔

التوضیح

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کی طرف اپنے انبیاءؑ کو مبعوث فرماتے تو وہ قومیں انبیاء کو جھلاتیں ، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان قوموں کو فوراً عذاب سے ہلاک نہیں کیا بلکہ بڑا عذاب نازل کرنے سے پہلے انھیں چھوٹے چھوٹے عذابوں سے دوچار کیا جاتا مثلاً: کسی ایسی چیز سے دوچار کردیا جاتا جسے وہ اچھانہ سمجھتے تھے ،بعض اوقات فقر کو خوشحالی میں بدل دیتے ہیں اور کئی مرتبہ خطرناک امراض مسلط کردی جاتیں تاکہ وہ آہ وزاری کرتے ہوئے عاجزی کی روش اختیار کریں اور اپنی اصلاح کرسکیں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں عذاب کی ایک اور کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تنگی کو کشادگی ،فقر کو خوشحالی اور بیماری کو صحت میں تبدیل کرتے ہیں تاکہ وہ نافرمانی سے باز آجائیں اور راہ راست پر چل پڑیں لیکن وہ ان نعمتوں کی فراوانی کی وجہ سے سرکش ہوتے چلے گئے ۔انھوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بننے کی بجائے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہی چیزیں ہمارے آباء واجداد کو بھی پہنچی تھیں اور ان اشیاء کو وہ حوادثات زمانہ سے تعبیر کرتے رہے ،حالانکہ یہ اشیاء بڑے عذاب الٰہی کا پیش خیمہ تھیں جس کو وہ حوادثات زمانہ سمجھ کر نظر انداز کرتے رہے حالانکہ ان کو چاہیے تھا کہ وہ اپنی حالت سدھارتے اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتے لیکن سرکش اپنی سرکشی میں مست ہو کر حقائق کو سمجھنے سے عاری ہوتا ہے جبکہ اس کے برعکس بندۂ مومن کی حالت کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ نعمت ملنے پر وہ اللہ کا شکر گزار اور تکلیف پہنچنے پر صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِي جَسَدِهِ وَفِي مَالِهِ وَفِي وَلَدِهِ حَتَّى يَلْقَى اللهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ ''مومن کے مال اور اس کی جان پر آنے والی آزمائش اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں جس کی بنا پر اس کے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''(الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند امام احمد بن حنبل ج 13 ص 248 رقم الحدیث: 7859 اسنادہ حسن۔صحیح ابن حبان کتاب الجنائز باب ذکر البیان بأن لوازم البلایا علی المسلم ج 7 ص 176 رقم الحدیث: 2913 حسن)

فرمان الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ۔ ''بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنے نفسوں کی حالت نہ بدلیں اور جب اللہ کسی قوم کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے ٹالنے والا نہیں اور اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا۔''

(الرعد:11)

فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اللہ تعالیٰ بڑے عذاب سے پہلے بطور پیش خیمہ بعض اشیاء کے ساتھ انسان کو جھنجوڑتے ہیں مگر جب انسان ان آنے والی اشیاء کو حوادثات زمانہ قرار دے کر نظر انداز کرتے ہوئے نافرمانی میں زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس انسان کو اچانک اپنی گرفت میں لے کر اس پر عذاب کو مسلط کردیتے ہیں اور یہی چیز ان کے لیے حسرت اور ندامت کا باعث بنتی ہے۔

مومن اور کافر کا فرق

مومن پر اچانک مصیبت یا تنگی کا آجانا اس کے گناہوں کا کفارہ اور بلندئ درجات کا سبب ہوتی ہے اس لیے بندۂ مومن کسی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہیں ہوتا مگر کافر تنگی میں مایوس اور کشادگی میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور متکبر ہوتا ہے جس کا نتیجہ ہلاکت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

امام کائنات ﷺ کا فرمان ہے: مَوْتُ الْفَجَاۃِ رَحْمَۃٌ لِلْمُؤْمِنِ وَأَخْذَۃُ أَسَفٍ عَلَى الْكَافِرِ ۔ ”اچانک موت مومن کے لیے رحمت اور کافر کے لیے افسوسناک پکڑ ہے“ (الموسوعۃ الحدیثیۃ مسند الامام احمد بن حنبل ج 41 ص 491 رقم الحدیث: 25042 طبرانی فی الاوسط رقم الحدیث: 3153 المصنف لعبدالرزاق کتاب الجنائز باب موت الفجاۃ ج 3 ص 598 رقم الحدیث: 6781 سنن ابی داود کتاب الجنائز باب فی الموت الفجاۃ ص 560 رقم الحدیث: 3110)

ایسے ظالموں پر اللہ کی ایسی گرفت آتی ہے کہ اچانک وہ نافرمان ہلاکت سے دوچار ہوجاتے ہیں اور دنیا میں ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا جبکہ لوگ اس سے مطلق غافل اور بے خبر ہوتے ہیں۔ اب یہ اللہ وحدہ لاشریک کی مرضی ہے کہ گناہوں کے دلدادہ اور انجام سے بے خوف اور معصیت پر دلیر لوگوں کو کس وقت اپنے عذاب کی گرفت میں لے۔ عذاب رات کو آئے کہ جس وقت وہ غفلت کی نیند سو رہے ہوں، اپنے کام کاج میں مصروف ہوں یا کھیل کود میں مگن ہوں، اللہ کا عذاب کسی بھی وقت نازل ہوسکتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔ ایمان اور تقویٰ دو ایسی اللہ کی نعمتیں ہیں کہ کوئی قوم یا معاشرہ کما حقہ انھیں اپنائے تو اللہ ان پر آسمان وزمین سے اپنی رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں اور جس قوم میں شرک وکفر عام ہو جائے، ایک خالق کے سوا مخلوق میں سے ہزاروں من گھڑت معبود بنا لیے جائیں، شرک توحید کا لبادہ اوڑھ کر عوام الناس کے عقائد کو بگاڑیں تو ایسی قوم یا معاشرہ کس طرح ایک پرسکون اور باامن زندگی گزار سکے گا؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ”وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور انھوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم (شرک) کی آمیزش نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔“ (الانعام:82)

تقویٰ اختیار کرنا بھی اللہ کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کا باعث ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ”اور جو تقویٰ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے معاملات میں اس کے لیے آسانی پیدا فرما دے گا۔“ (الطلاق:4)

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا: وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۔ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ”اور جو اللہ ذوالجلال سے ڈرے گا (تقویٰ اختیار کرے گا) اللہ تعالیٰ اس کے لیے (مصیبتوں سے) نکلنے کا راستہ مہیا کردے گا اور اُسے رزق وہاں سے ملے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوجاتا ہے۔“ (الطلاق:3-2)

ہر دور میں اکثریت نے ایمان لانے کی بجائے، شرک وکفر اور تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرنے کی بجائے معصیت اور نافرمانی کی روش اختیار کرکے اپنے لیے ہلاکت کی راہ کو ہموار کیا اور بالآخر اللہ کی گرفت میں ایسے پکڑے گئے کہ ان کا شرک وکفر اور معصیت ہی ان کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوکر رہا اسی لیے اللہ فرماتے ہیں: وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ جب انھوں نے ایمان وتقویٰ کو قبول کرنے کی بجائے شرک ومعصیت کو اپنایا تو ان کی اپنی ہی کرتوتیں ان کے لیے وبال جان ثابت ہوگئیں۔

أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ۔ گناہ کا احساس اور فکر ایسی چیز ہے کہ اس سے انسان توبہ واستغفار کی طرف مائل ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بندۂ مومن اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا اور اسے یہ اندیشہ لاحق ہو کہ یہ ابھی مجھ پر گر پڑے گا (اور میں ہلاک ہوجاؤں گا) جبکہ ایک فاجر اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے جیسے ایک مکھی اڑتے اڑتے اس کی ناک پر آکر بیٹھی اور اس نے ہاتھ کا

اشارہ کیا اور وہ اڑ کر چلی گئی۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الدعوات باب الوضوء ج22 ص 100 رقم الحدیث: 6308)

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ. اہل ایمان ہمیشہ ترہیب اور ترغیب کے درمیان زندگی بسر کرتے ہوئے انعامات الٰہیہ کو کبھی نہیں بھلاتے بلکہ یہی چیز انھیں اس کی نافرمانی سے دور رکھتی ہے اور وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے پرواہ نہیں ہوتے کیونکہ وہ تمام دنیاوی تدابیر پر اللہ کی تدبیر کو غالب و برتر سمجھتے ہیں لیکن دولت ایمانی سے محروم لوگ ہی خود کو عذاب الٰہی سے محفوظ سمجھتے ہوئے اس کی تدابیر کو کمزور جانتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ سابقہ مشرک و کافر اقوام عالم کی ہلاکت و بربادی بیان کرنے کے بعد اللہ نے فرمایا: اگر یہ لوگ اپنے سے پہلے گناہوں کی پاداش میں تباہ ہونے والی بستیوں کے احوال سے عبرت حاصل کرتے تو ان کے لیے بہت ہی فائدہ مند ہوتا اور اگر انھوں نے اپنی روش کو ترک نہ کیا تو ان کا حال بھی انھی جیسا ہوگا اور ان کے دلوں پر بھی مہر لگ سکتی ہے کہ ان کے کان حق بات کو سننے پر آمادہ نہیں ہوں گے، دنیاوی ذلت اور اخروی عذاب ان کا مقدر ہوگا۔

اہل سنت والجماعۃ اس آیت سے یہ استدلال بھی کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے متعلق پختہ یقین ہو جائے کہ وہ ایمان نہیں لایا تو اسے ایمان لانے کے زبانی دعوؤں سے سختی کے ساتھ روکا جاسکتا ہے۔

اخذ شدہ مسائل

(1) ان آیات میں اہل ایمان کے لیے ترغیب (اللہ تعالیٰ کی برکات کا آسمان سے نازل ہونا، کھیتوں اور پھلوں کی کثرت، امن وسلامتی کا عام ہونا، کانوں اور خزانوں کی دریافت) کے لیے اور کفار کے لیے ترغیب (عذاب الٰہی سے ڈرانا، گذشتہ امتوں کی طرح تباہی و بربادی) بیان کی گئی ہے (2) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت اور عذاب کی تاخیر کی بنا پر احکام الٰہی سے غفلت برتنا تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے (3) عذاب الٰہی کا کوئی وقت متعین نہیں ہوتا، وہ دن اور رات کے کسی وقت بھی نازل ہوسکتا ہے (4) اہل ایمان کبھی عذاب الٰہی سے بے خبر نہیں ہوتے جبکہ کفار خود کو عذاب سے محفوظ سمجھتے ہیں (5) اللہ تعالیٰ نے انسانی عبرت کے لیے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں، ان میں سے ایک پہلی امتوں کا صفحہ ہستی سے مٹنا، انھی مقامات پر دوسرے لوگوں کا آباد ہوجانا بھی ہے (6) اکثر اوقات مال و دولت کی فراوانی سخت آزمائش کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے (7) اچانک واقع ہونے والی موت مومن کے لیے راحت جبکہ کافر و مشرک کے لیے ایک افسوس ناک پکڑ ہے۔

بقیہ: دارالافتاء

صورت مسئولہ میں خاوند اپنی بیوی کو مختلف مجالس میں تین طلاقیں دے چکا ہے اور فریقین ایک دوسرے پر حرام ہوچکے ہیں، لہٰذا عورت عدت (تین حیض) گزارنے کے بعد بااجازت ولی جہاں چاہے کسی اور مرد سے آباد رہنے کی نیت سے شادی کرسکتی ہے۔ شریعت کی طرف سے اس پر کوئی طعن وتاوان نہیں اگر وہ مرد (دوسرا خاوند) اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے تو پھر یہ عورت عدت گزارنے کے بعد اپنے پہلے خاوند کے نکاح میں آسکتی ہے لہٰذا تیسری طلاق کے بعد فریقین کا بحیثیت میاں بیوی اکٹھے رہنا جائز نہیں تھا اس لیے اس پر فریقین کو سچی توبہ کرنی چاہیے۔

نوٹ

ایسے موقعہ پر بعض حضرات حلالہ کا فتویٰ دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، کیونکہ حلالہ کرنے اور کرانے والے کو رسول اللہ ﷺ نے ملعون قرار دیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: لعن الله المحلل والمحلل له اس فرمان رسول کا ترجمہ پیر کرم شاہ بھیروی نے اپنی تفسیر ضیاء القرآن ج 1 ص 159 میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ: "حلالہ کرنے والے پر بھی اللہ کی پھٹکار اور جس (بے غیرت) کے لیے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر بھی اللہ کی پھٹکار" فقط

□□□

وحی الٰہی کا واضح انکار

عطاء محمد جنجوعہ — قسط نمبر 2

محترم ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کے بقول اٹھارھویں صدی میں جس فکر نے عیسائیت کو شکست دی اس کی دو شاخیں تھیں۔

1۔۔۔۔تحریک تنویر (Enlightenment)

2۔۔۔۔تحریک رومانویت (Romanticism)

موجودہ مغربی تہذیب کے بنیادی تصورات اور عقائد ونظریات فی الحقیقت ان دونوں تحریکوں ہی سے نکلے ہیں۔

تحریک تنویر کی علمیات

یہ دونوں تحریکیں بنیادی طور پر وحی کا انکار کرتی ہیں، ان ہی معنوں میں یہ عیسائیت کا بھی انکار کرتی ہیں۔ پروٹسٹنٹ (Protestanism) عیسائیت نے اس انکار کو اولین جواز فراہم کیا تھا۔ پروٹسٹنٹ ازم کا بانی لوتھر غلبہ کفر کا اصل مجرم ہے۔ عقل انسانی کو وحی کی تعبیر اور تفسیر کا واحد ذریعہ قرار دے کر اور اجماع کی حجیت کو رد کر کے اس نے انکار وحی کی تحریکوں کے لیے زمین ہموار کی۔ اس نے عیسائی تناظر میں وحی کے انکار کی عمومی قبولیت کے لیے بنیادیں فراہم کیں۔

وحی کے انکار سے مراد یہ ہے کہ عقل استقرائی (Inductive Reason) اور عقل استخراجی (Deductive Reason) کو استعمال کر کے حقیقت (Ontology) تک رسائی ہو سکتی ہے۔ "عقل" وحی اور علم لدنی کے بغیر ان سوالات کا جواب دے سکتی ہے کہ انسان کیا ہے؟ انسان کی کائنات میں کیا حیثیت ہے؟ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ ان سوالات کے جوابات عقل استقرائی اور عقل استخراجی کی مدد سے دیے جاسکتے ہیں۔ عیسائیت یہ کہتی تھی کہ ان سوالات کا جواب وحی کے بغیر نہیں دیا جاسکتا، اسلام بھی یہی کہتا ہے۔

تحریک رومانویت کی علمیات:

تحریک تنویر کے برعکس تحریک رومانویت کے نزدیک حقیقت کو براہ راست دیکھا (Intution) جاسکتا ہے اور براہ راست دیکھنے کے ذرائع انسانی جبلتوں، خواہشات اور احساسات کی آلۂ کار ہیں۔ تحریک رومانویت نے تحریک تنویر کے برعکس انسانی جبلتوں اور خواہشات و احساسات کو بنیادی ذریعہ علم تصور کیا ہے۔ غرض تحریک رومانویت کے مطابق بنیادی ذریعہ علم (Intuilution) ہے اور عقل خواہشات کی نوکر ہے (Rrason is the slave of desire) اور اصل میں حقیقت تک رسائی کا ذریعہ وجدان ہے۔

روسو کے نزدیک تنویر اور رومانویت کا ادغام

جس شخص نے ان دونوں تحریکوں کو باہم ملا دیا وہ روسو تھا، اس کے خیال میں انسان بنیادی طور پر خیر ہے، اور ہمیشہ خیر کا طالب ہوتا ہے۔ انسانی خواہشات، جبلتیں اور احساسات فطرتاً پاک ہیں، یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے ارادے کے تحت جس چیز کو پسند کرتا ہے وہ عموماً فلاح ہے۔

انسان خود بخود بغیر کسی وحی کے، بغیر کسی راہنمائی کے بذات خود اس چیز کا مکلف ہے کہ وہ ارادہ عمومی کے ذریعے خیر کا تمنائی ہو۔ ہر فرد کا ارادہ، ارادہ عمومی کا اظہار اس لیے ہے کہ ہر فرد بنیادی طور پر خیر ہے۔ یہی ارادہ عمومی کا تصور جمہوریت اور سرمایہ داری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ (General will always wills human welfare) ارادہ عمومی ہمیشہ انسانی فلاح کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "انسانی ذات فی نفسہٖ خیر ہے۔" The self is essentially good۔

اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ خیر کے ادراک اور خیر پر عمل پیرا ہونے

کے لیے وحی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مغربی تہذیب دعویٰ کرتی ہے کہ حقیقت تک وحی الٰہی کے بغیر عقل اور جبلتوں کی بنیاد پر رسائی ممکن ہے۔

(تلخیص "جریدہ" نمبر 29 جامعہ کراچی، ص:458 تا 461)

اہل یورپ عیسائیت کے پیروکار تھے، چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے وحی الٰہی کے احکام لوگوں کو زبانی سمجھائے تھے، اُن کے عقیدت مند بھی زبانی دوسروں تک احکام پہنچاتے رہے۔ عرصۂ دراز کے بعد جب مسیحیت کے پیروکاروں سے تقاضا کیا گیا کہ یسوع مسیح کے حالات اور انجیل کے احکام لکھاؤ تو چوتھی صدی عیسوی میں جن عیسائیوں نے لکھنے کا کام شروع کیا ان کی زبان یونانی تھی، حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سریانی یا آرامی تھی۔ مرتبین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کسی قول یا واقعے کی سند بیان نہیں کی۔

یہی وجہ ہے ستر کے قریب انجیلیں لکھی گئیں جو ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ یہ تضاد اور تحریف فطری امر تھا کیوں کہ انجیل دائمی ضابطۂ حیات نہ تھا اور نہ اُس کی حفاظت کی اللہ نے کوئی ذمہ داری ہی اٹھائی تھی، اس کے ضابطے بہرحال محدود وقت کے لیے تھے۔ اٹھارھویں صدی کے عیسائی الہامی مذہب کی تعلیم سے کوسوں دور ہو چکے تھے، خدا خوفی اور فکر آخرت کے عقائد فراموش کر چکے تھے۔ چنانچہ محرف انجیل اور پادری 'تحریک تنویر' اور 'رومانویت' کا موثر توڑ پیش نہ کر سکے۔

حریک تنویر یعنی عقلیت کا حملہ عیسائی مذہب پر ہوا۔ مذہبی احکام کو سائنسی فکر کی کسوٹی سے پرکھا گیا تو وہ انسانی عقل کے معیار پر پورے نہ اُترے۔ چنانچہ عیسائی پادریوں نے مذہب و سیاست میں جدائی کے نظریے میں اپنی عافیت سمجھی۔

مغرب کے خیال میں عقلیت ہی اصل حقیقت تھی جس سے تمام علوم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے، ہر شخص اپنی عقل کو استعمال کرکے اور اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کرنے میں بالکل آزاد اور حق بجانب ہے، جو بات اس کی عقل میں نہ آئے یا اُس کے حواس اُس کی تصدیق نہ کریں، وہ بے حقیقت ہے اور اس کا انکار لازم ہے۔ یہی نظریہ گمراہ سائنسی فکر میں تبدیل ہو گیا جسے **Scientific Method** کہتے ہیں۔ تحریک تنویر نے انسانی عقل کو عقل کل بنا دیا۔ جب پوپ جدید فلسفیوں کے نظریات 'عقل و وجدان' اور 'تصور فردیت' کا علمی انداز میں تسلی بخش جواب نہ دے سکے تو انقلاب فرانس کے لیے فضا ہموار ہو گئی۔ رفتہ رفتہ پورا یورپ انسان کے عقلی نظام کی لپیٹ میں آ گیا۔

یورپی ریاستوں میں جو اختیارات پوپ یا بادشاہ کو حاصل تھے وہ کروڑوں عوام میں منتقل ہو گئے، معاشرت، معیشت، عمرانیات و سیاسیات میں عقل و وجدان کی بنیاد پر کثرت رائے سے قانون اور ضابطے بننا شروع ہو گئے۔ یورپی اقوام نے اپنی مسلم نو آبادیوں میں جدیدیت (**Moderation**) کے عمل کو تدریجی انداز میں رائج کیا اور وحی الٰہی کو بے دخل کیا، بعد ازاں برصغیر پاک و ہند میں بھی یہی طریقہ آزمایا گیا۔

تجزیہ پیش خدمت ہے: "لارڈ کارنوالس نے 1790ء میں ہندوستانی عدالتی دیوانی نظام کو فرسودہ و بے کار قرار دے کر نیا نظام عدالت قائم کیا، اس تبدیلی کی بنیاد اس نقطہ نظر پر رکھی گئی کہ اسلامی قانون فوجداری زبردست نقائص کا حامل ہے۔ لہٰذا شرعی قانون کی "اینگلو محمڈن قانون" کی شکل میں ترمیم کر دی گئی۔

اسلامی قانون سزا مغربی استعمار برطانیہ کے لیے ناقابل قبول تھا لہٰذا کارنوالس کے عہد میں جرم کبیرہ کو نجی جرم کی بجائے سماجی جرم قرار دیا گیا، دیت متروک قرار دی گئی اور انتہائی جسمانی سزا مثلاً اعضاء کی قطع و برید یا جسمانی ایذا رسانی کی جگہ شدید مشقت کی سزا رکھی گئی 1803ء میں مسلم قانون تعزیر میں ترامیم کی گئیں اور 1817ء میں زنا یا حرام کاری کی سزا کم کر کے تیس کوڑے اور قید کی سزا لاگو کی گئی۔ 1832ء تک برصغیر پاک و ہند سے اسلام ریاست کی سطح سے مکمل طور پر بے دخل کر دیا گیا اور مغربی فکر و فلسفہ اسلامی قانون کی جگہ حاکمیت جمہور **Public Order** بن گیا۔"

(جریدہ نمبر 29 جامعہ کراچی، ص:42)

- برطانوی دار العلوم کا قانون ہندوستان میں عبوری طور پر نافذ ہو گیا۔ بعد ازاں ہندوستان کی منتخب پارلیمان نے توثیق کر دی۔ آپ اس

طریقۂ کار سے وضع کیے ہوئے قوانین کا تجزیہ کریں تو وہ مغربی فلسفے ''عقلیت اور انسانیت'' کا عملی مظہر ہیں، لنکن کی تعریف اس کا بین ثبوت ہے کہ ''عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام کے لیے۔'' --

عام فہم لوگوں کے ادراک کے لیے اس کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ عوام کا قانون، عوام کے نمائندوں کے ذریعے اور عوام کی فلاح کے لیے ان تحریکوں کا اصل ہدف اور اسلام کے خلاف منفی تحریکوں کا ہدف یہ رہا: (1) خلافت کی مرکزی حیثیت کو سبوتاژ کر دیا جائے۔ (2) نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی عظمت کو مجروح کر دیا جائے۔ (3) دائمی رسالت کے تصور کو محدود کیا جائے۔

مذکورہ مذموم عزائم کو بروئے کار لانے کے لیے سبائی، خوارج، معتزلہ اور اسماعیلیہ نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ تاہم ان فتنوں کو مسلمانوں میں خاطر خواہ پزیرائی حاصل نہ ہو سکی لیکن مغربی فلسفے نے امت مسلمہ کی سیاست، معیشت اور نظام تعلیم کو وحی الٰہی کی اساسی ہدایت سے محروم کر دیا۔ عالم اسلام میں کسی مفکر نے بھی اس مغربی فلسفے کا ادراک کرنے کی زحمت نہ کی۔

سید خالد جامعی/عمر حمید ہاشمی اس صورت حال کا تجزیہ کرتے ہیں کہ ''اٹھارھویں صدی میں استعماری طاقتوں کے ذریعے مختلف اسلامی ممالک میں جدیدیت کی لہر داخل ہوئی لیکن مسلم مفکرین، مصلحین، علماء، صلحاء اور صوفیاء اس جدیدیت کے پس منظر، پیش منظر اور تہہ منظر سے عموماً بے خبر رہے...... ان مفکرین کی غالب ترین اکثریت فلسفیانہ مباحث سے کوئی دلچسپی نہ رکھتی تھی اور جن مفکرین یا مصلحین کو فلسفہ سے کچھ دلچسپی تھی وہ مغربی فلسفہ کی باریکیوں سے ناواقف تھے۔ چند جدید تعلیم یافتہ مفکرین مغربی فلسفہ سے واقف تھے لیکن علوم اسلامی پر عبور نہ رکھتے تھے...... وہ فکر مغرب کے دو اہم دھاروں تحریک تنویر اور تحریک رومانویت سے بھی ناواقف تھے جو عقل اور وجدان کو علم کا اصل ذریعہ سمجھتی تھیں، وہ اور کسی خارجی ذریعہ علم کی قائل نہ تھیں، صاف لفظوں میں وہ وحی الٰہی اور کتاب الٰہی کا انکار کرتی تھیں کہ حقیقت تک پہنچنے کے لیے کسی خارجی ذریعے (نبی، وحی، ہدایت، آسمانی کتاب) کی ضرورت نہیں۔''

(ماخوذ جریدہ:37،ص:11)

اس دور کے مسلم مفکرین مغربی فلسفے کی گہرائی تک کیسے رسائی کر سکتے تھے، جب کہ خود برطانوی پارلیمان کے ارکان بھی فلسفے کے دور س اسرار و رموز کو نہ سمجھ سکے۔ جب برطانوی حکومت نے فوجوں کے انخلاء کے لیے ترکی سے معاہدہ کیا اور اس پر عمل درآمد ہوا تو برطانوی پارلیمان میں زبردست شور وغل پیدا ہوا کہ ترکی حکومت کسی وقت بھی ارد گرد کی مسلمان حکومتوں اور عوام کو اکٹھا کر کے ہم یورپ والوں کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

تنقید وملامت کو سن کر وزیر خارجہ لارڈ کرزن نے جو آخری جواب دیا اس کا خلاصہ اس طرح تھا: ''ہم نے مسلم ترکیہ کو اب ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے۔ آج کے بعد ہم نے مسلم ترکیہ کی کوئی ایک ٹانگ بھی صحیح سالم نہیں رہنے دی کہ جس کی قوت وطاقت کی اساس پر وہ اپنا اسلامی تشخص قائم رکھ سکتی ہو، مسلم ترکیہ کی قوت وطاقت اور شان وشوکت کا راز دو چیزوں میں پوشیدہ تھا ہم نے ان دونوں چیزوں کو ختم کر دیا ہے یہ چیزیں تھیں اسلام اور خلافت یہ بیان سن کر ارکان پارلیمان نے زبردست طریقے سے تالیاں بجائیں اور مخالفت کی جگہ ہر طرح موافقت اور منظور منظور کی صدائیں سنائی دینے لگیں۔ (ماہنامہ آئین، اپریل 1992 ص:21)

ترکی میں ایسا سیاسی نظام رائج ہوا جس میں جماعت سازی اور خود مختاری کا تصور موجود تھا۔ جہاں وحی الٰہی کی بجائے علم اور وجدان کی بنیاد پر ارادہ عمومی کے تحت آئین اور قانون منظور ہوئے، یورپی اقوام نے نہ صرف ترکی بلکہ دیگر محکوم مسلم ریاستوں میں بھی یہی نظام رائج کیا۔

ہمارا دفاعی کام

تاریخ کے اس دور میں چند علمائے حق اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے استعماری قوتوں کے خلاف برسر پیکار رہے بعض نے دفاعی حکمت عملی کے تحت دینی مدارس قائم کیے۔ کچھ مسلمان راہنما مسلمانوں کے حقوق کی بحالی کے لیے مغربی نظام میں شریک ہوئے تاہم عالم اسلام کے جدت پسند مفکرین نے ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی۔

مصر میں عبدہ نے تو پارلیمان کو اجماع کا متبادل قرار دے کر جمہوریت کو اسلام سے مطابق کر دیا۔ برصغیر کے ایک سکالر نے قرآن کا مغز اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد اور حکومت الہیہ کا قیام قرار دیا اور بالغ رائے دہی کے جواز کے لیے عمومی خلافت کا نظریہ پیش کیا، اہل مغرب نے مسلم دنیا میں جمہوری فضاء کے لیے ہوم ورک کیا۔

امریکہ نے افغانستان اور عراق پر حملوں کا عندیہ دیا تو مسلم ممالک میں مظاہرے ہوئے، جب بمباری شروع ہوئی تو مسلم راہنماؤں نے مذمتی بیان دیے لیکن امریکا نے ان ممالک میں جمہوری نظام کا عمل شروع کیا تو مسلم دنیا میں امریکا کی کھلی جارحیت کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ تھم گیا، ایسا کیوں ہوا؟ مسلم دنیا میں " ارادہ عمومی ہمیشہ انسانی فلاح کا ارادہ کرتا ہے" کی مغربی فلسفہ کا پرچار ہوا جس کے نتیجہ میں موثر طبقہ ہمنوا ہو گیا ہے۔

یہی حال نظام معیشت کا ہے، بیشتر مسلم ممالک میں نچلی سطح سے لے کر قومی سطح تک، ملکی سطح سے بین الاقوامی سطح تک معاشی نظام سود پر مبنی ہے۔ کروڑ پتی بننے کی جو مہم زوروں پر ہے، کاروباری حضرات کو آسان شرائط پر سودی قرض دیا جا رہا ہے، برسر روزگار سرکاری و نیم سرکاری ملازمین کو سود پر پیشگی تنخواہوں کا لالچ دیا جا رہا ہے، ملازمت سے سبکدوش ہونے والے طبقے کو بنک میں رقم جمع کرانے کے عوض ماہانہ بچت کی ترغیب دی گئی ہے، حتی کہ طبقۂ شرفاء بھی سودی جال میں پھنس چکا ہے۔ مساجد و مدارس کے کھاتے انہی بنکوں میں کھلے ہیں۔ سودی قرض لینے کا لچک دار رویہ بھی جدت پسند مفکرین نے فراہم کیا۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (فاضل دیو بند، صدر مدرسین دار العلوم حیدر آباد دکن) لکھتے ہیں: "سودی قرض لینا درست نہ ہوگا مگر کبھی کبھار ایسے قرض لینا ضرورت بن جاتا ہے، اور تجارت، کاشت اور کاروبار کے لیے ایسے قرضے لینا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں بہ درجہ ضرورت ایسے قرض لینے کی اجازت ہوگی۔"

مولانا مذکور اسکے جواز میں مفتی محمد نظام الدین (مفتی دار العلوم دیو بند) کا حوالہ دیتے ہیں: "اس معاملہ کی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ اس جزوی رقم کو جو سود کے نام سے لی جاتی ہے حقیقت میں وہ سود نہیں۔ بلکہ اس طریقہ کا انتظام ٹھیک رکھنے والوں کی اجرت اور انتظامی سامان کی اجرت میں لی جاتی ہے۔" (نظام اقتصادی، ص:264 منقول از "جدید فقہی مسائل مطبوعہ حرا پبلشرز لاہور، ص:252)

بقیہ: مولانا محمد حسین شیخوپوری رحمہ اللہ

کئی علمی باتیں مجھے آج بھی یاد ہیں۔ دوسرے خطبہ میں انھوں نے رقعہ پڑھا جس میں انھیں میرے بارے میں بتایا گیا تھا تو مولانا نے خطبہ ہی میں فرمایا: میں دوران خطبہ رقعہ جات نہیں پڑھا کرتا اس لیے رقعہ دینے کی بجائے مجھے ان کی خبر دی ہوتی تا کہ انہی کا خطبہ ہو جاتا پھر انھوں نے اعلان کیا کہ سب لوگ جمعہ کے بعد تشریف رکھیں بڑی اچھی تقریر سنائی جائے گی۔ جمعہ کے بعد راقم نے مختصر خطاب کیا مولانا بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

2004ء رمضان المبارک میں مولانا شیخوپوری علیہ الرحمۃ اپنے بیٹے حافظ عبد الرحمن صاحب کے ہمراہ برطانیہ تشریف لائے، ان کے پروگراموں میں سے ایک پروگرام پورا ہفتہ ہمارے پاس مڈلز برا رہنے کا بھی تھا، مولانا کو راچڈیل سے احباب نے لیڈز پہنچایا جہاں سے میں نے حاجی فضل حسین کے ہمراہ مولانا کو وصول کیا۔ حاجی فضل حسین اللہ انھیں جنت جنت کروٹ نصیب فرمائے وہ قرآن اور اصحاب قرآن کے شیدائی تھے اسی وجہ سے وہ مولانا کے بھی حد درجہ عقیدت مند تھے، اسی رمضان سے اڑھائی ماہ بعد وہ بوجہ کینسر فوت ہو گئے اور مولانا شیخوپوری بھی اگلے سال جون میں انتقال فرما گئے۔

حاجی صاحب مولانا کے شیدائیوں میں سے ایک تھے، مولانا نے باوجود بڑھاپے اور ضعیفی کے دورہ تفسیر مکمل کرنے میں میرے پیچھے کھڑے ہو کر ادا کی رمضان کی پچیسویں شب قرآن کریم کی تکمیل کے موقعہ پر بڑا تفصیلی خطاب فرمایا، یہ ان کی بے حوصلہ افزائی تھی۔ مولانا کا یہ دورہ ہمارے لیے سعادت کا بے پناہ باعث تھا۔

شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ

حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی۔ بریڈفورڈ (برطانیہ)

مفتی دیار سعودیہ حضرت الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ اور شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ ان مرحوم اسلاف میں سے ہیں جن کا نام آتے ہی ہر نظر جھک جاتی اور آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے محبوب ہونے کی وجہ سے مخلوق خداوندی کے بھی محبوب تھے۔ ارشاد الٰہی ہے: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا بیشک جو ایمان لائے اور شائستہ اعمال کیے ان کے لیے رحمن دلوں میں محبت پیدا کردے گا (مریم:96)

یہی وجہ ہے کہ ہر شخص ان کے نام اور کام کا معترف ہے یوں تو اس فہرست میں شامل علماء وفضلا کی تعداد کوئی کم نہیں ہے لیکن ان دو بزرگوں کی انفرادیت و تشخص کچھ اتنا نمایاں ہے کہ ان کی کوئی مثال نہیں ہے، دونوں بزرگوں میں بہت سی باتیں مشترک تھیں مثلاً: دونوں کی پوری زندگی کرامات سے بھری ہوئی ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی نمایاں کرامت یہ تھی کہ انھوں نے کم وبیش پانچ بادشاہوں کا زمانہ پایا ہے لیکن کبھی کسی نے ان پر ان کی حق گوئی وبے باکی کے باوجود شیخ کی طرف بری نظر سے نہیں دیکھا۔ یہ اس دور میں بالکل منفرد بات ہے۔ اسی طرح مولانا محمد حسین شیخوپوری کے مشکل دور کو دیکھا جائے تو انھوں نے کبھی کسی مخالف کا جواب گالیوں سے جواب نہیں دیا بلکہ اسی کے انداز میں پر الٹ دیا۔

ان کے جلسے میں کبھی گڑبڑ نہیں ہوئی، کبھی گولیاں نہیں چلیں اور کبھی کسی نے ان پر حملہ نہیں کیا۔ بلکہ جو مخالف بھی جب سامنے آیا تو اس نے ان کی دست بوسی کی۔ ان کی تبلیغ سے ہزاروں لوگوں کی آخرت سنور گئی، کتنے لوگوں نے دین توحید قبول کرلیا، جہاں کوئی آدمی توحید کا نام لینے والا نہ تھا آج وہاں توحید وسنت کے گلشن مہک رہے ہیں۔ کسی ایک شخص کی بات نہیں گاؤں کے گاؤں اس نعمت سے مالا مال ہوئے۔

یہ توحید کی بہار جو آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھی کی لگائی ہوئی ہے

قیام پاکستان کی وجہ سے جو لوگ بہت زیادہ متاثر ہوئے وہ اہلحدیث تھے جن کے بڑے بڑے مدارس اور علاقے ہندوستان ہی میں رہ گئے۔ امرتسر کا ثنائی گلشن اجڑ چکا تھا اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہ پاکستان کے شہر سرگودھا میں منتقل ہوگئے لیکن اپنے بڑھاپے اور غم والم کی وادیوں میں پھرتے پھراتے ایک سال بعد ہی اپنے رب سے جاملے۔

دہلی کی جماعت کے سرخیل مولانا عبدالوہاب کا خاندان کراچی شفٹ ہو چکا تھا، غزنوی اور روپڑی بزرگ لاہور آباد ہو چکے تھے اور اب دعوت وتبلیغ کا میدان کانٹوں بھرا تھا۔ اہلحدیث کا کوئی مرکز معرض وجود میں نہ آیا تھا، کوئی مرکزی مدرسہ نہ تھا بلکہ ہر چیز نئی بنانے کی منصوبہ بندی کی گئی، دعوت وتبلیغ کا میدان بھی سنسان تھا۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں مبلغین کی ایک نئی کھیپ سامنے آئی ان میں مناظر اسلام مولانا احمد دین گکھڑویؒ، مولانا نور حسین گرجاکھیؒ، مولانا حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ شامل تھے۔

موخر الذکر اور ہمارے ممدوح مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کو اللہ تعالیٰ نے کئی لحاظ سے انفرادیت عطا فرمائی تھی اس بات میں کوئی

مبالغہ نہیں کہ اس پوری صدی میں ان کی ٹکر کا کوئی خطیب پیدا نہیں ہوا۔

ان میں خاندانی پس منظر کی بیک گراؤنڈ بھی نہ تھی اسی لیے ان کا مزاج بھی عیش وعشرت اور سہولت پسندی سے آشنا نہ تھا۔ ان کے پاس خاندانی وجاہت کی گدی بھی نہ تھی، نہ کوئی اپنی مسجد تھی اور نہ کوئی اپنا ادارہ کہ جہاں سے انھیں کوئی سپورٹ مل سکتی۔ ایک جان تن تنہا تھی چھوٹے چھوٹے بچے اور ایک مسجد کی خطابت لیکن اس اللہ کے درویش نے پورے ملک میں اپنی خطابت سے غلغلہ بلند کر دیا۔

ان کی خوش الحانی سے قرآن کی تلاوت، ان کی ذہانت، ان کی نیک نفسی، عاجزی وانکساری، طمع ولالچ سے کوسوں دوری، اللہ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی سنت عام کرنے کا جذبہ صادقہ یہ تھا کہ ان کا سرمایہ حیات، بس اس متاع حیات کو لے کر چلے تو سارے زمانے کو گرویدہ کر لیا۔ ان کی خطابت کا طنطنہ کراچی سے لے کر پشاور تک اور آزاد کشمیر کی دور دراز پہاڑیوں تک پھیلا ہوا تھا۔

آپ جہاں بھی گئے ایک تاریخ رقم کر آئے، اہل حق کا قافلہ متاع دین ودانش سے مالا مال ہو جاتا، شرک وبدعات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں توحید وسنت کی شمع جھلملانے لگتی، شرک وبدعات کے جوہڑ سوکھنے اور توحید وسنت کے دریا بہنے لگ جاتے، اللہ اور رسول سے بغاوت کی آندھیاں تھم جاتیں، توحید وسنت اور اعمال صالحہ کی خوشبوؤں سے فضائیں معطر ہو جاتیں۔

ظاہر ہے توحید کی بہار غلاظت اور شرک و بدعات کے بھنوروں کے لیے قابل برداشت کیسے ہو سکتی تھی؟ اور وہ اپنے گھگھر سے نکلتے اور فضاؤں کو اپنی مکروہ بھیں بھیں سے مسموم کر دیتے، اہل توحید کے لیے وہابی، بے ادب وگستاخ وغیرہ کے الزامات کی بوچھاڑ کر کے سیدھے سادے لوگوں کو گھمن گھیریوں میں ڈال دیتے اور پھر لوگ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کی خدمت میں پہنچتے اور مولانا شیخوپوریؒ نے کبھی لیت ولعل سے کام نہ لیا۔

آپ اپنے وعدے کے مطابق پہنچتے خواہ انھیں پیدل سفر کرنا پڑتا یا تانگے ریڑھے پر لیکن آپ پہنچتے اور پھر آپ کے میزبان گدی نشین، اونچے محلات والے، بڑی بڑی نمبردارانہ حویلیوں کے مالک نہیں بلکہ عموماً غریب لوگ ہوتے جن کی پہنچ اپنے گاؤں کی مسجد تک بھی نہ ہوتی بلکہ اپنے ہی معمولی سے گھر کی چھت ہوتی، لاؤڈ سپیکر نہ ہوتا اور وہ مولانا شیخوپوریؒ کو امن وامان کی گارنٹی بھی نہیں دے سکتے تھے۔

ان سب مشکلات کے باوجود مولانا حسب وعدہ پہنچتے اور مکان کے کوٹھے پر سپیکر کے بغیر ہی وعظ سنانا شروع کرتے، ابتداء میں چند لوگ ہوتے لیکن آہستہ آہستہ حاضرین کی تعداد بڑھتی چلی جاتی اور سینکڑوں لوگ مستفید ہوتے چلے جاتے اور اگلی بار یہی جلسہ مسجد میں ہوتا اور گاؤں کی اکثریت مسلک اہلحدیث سے وابستگی کا اعلان کر چکی ہوتی۔

مولانا شیخوپوریؒ کے میزبان بعض دفعہ اتنے غریب ہوتے کہ ان کے پاس مولانا کو واپسی کے لیے کرایہ دینے کی استطاعت بھی نہ ہوتی تھی لیکن مولانا نے کبھی خدمت کا مطالبہ نہ کیا حتیٰ کہ کسی نے خوشدلی سے کھانا کھلا دیا تو ٹھیک ورنہ اس کا بھی تقاضا نہیں کیا۔

یہ شیخوپوری علیہ الرحمہ کی نیک نفسی اور طمع ولالچ سے پرہیز اور خالص رب کی رضا جوئی کا کرشمہ تھا کہ سب لوگ مولانا سے مستفید ہوئے، مولانا کی کرامتوں کا سلسلہ لامتناہی ہے۔

اب دیکھیں کہ ان کی پچاس سالہ دعوت وخطابت کی زندگی میں کبھی کسی جماعتی تنظیم کی ناراضگی نہیں ہوئی۔ ان کی تقریر میں کبھی گڑبڑ نہیں ہوئی کبھی گولی نہیں چلی، کبھی ہڑبونگ نہیں مچی یہ تو اتنی بڑی کرامت تھی جس کی وجہ سے لوگوں کو مسلک حقہ کے ساتھ وابستگی ہوئی اگر ہمارے سارے خطباء مولانا شیخوپوریؒ جیسا رویہ اپنالیں تو دعوت توحید وسنت کا میدان بڑے وسیع حصہ میں آجائے۔

ماموکانجن میں امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ نور اللہ مرقدہ کی للّٰہیت ایک جہان کو گرویدہ کیے ہوئے تھی وہ اپنے ادارے کی جانب

سے سالانہ تین روزہ کانفرنس منعقد کروایا کرتے تھے یہی کانفرنس پورے ملک کی نمائندہ کانفرنس تھی جس میں ہر اہلحدیث عالم ہو یا سامع بڑے شوق و ذوق سے شریک ہوا کرتا تھا۔ کانفرنس کے آخری دن مرکزی خطباء کی تقاریز ہوا کرتی تھیں ایسے ہی ایک اجتماع میں خاندان غزنویہ کے گل سرسبد، اپنے دور کے سب سے بڑے ابوالکلامی خطیب حضرت مولانا سید ابوبکر غزنوی نوراللہ مرقدہ کی جان سوز تقریر ہوئی، ان کی تقریر کا طنطنہ ایسا تھا کہ پورے ماحول پر سناٹا طاری تھا۔

ہر دل زخمی اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ان کی تقریر کے بعد لگتا تھا کہ کوئی تقریر نہ کر سکے گا ایسے زنانے دار ماحول میں مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کا نام پکارا گیا تو مولانا صاحبؒ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور کہا سید صاحب کی تقریر نے ماحول کو سوگوار کر دیا ہے انھوں نے غموں کے پہاڑ الٹ دیے ہیں، اس تمہید کے بعد انھوں نے ماحول کی طنابیں اپنے ہاتھ میں لے لیں اور سامعین کو اپنا ہمنوا بنا کر ماحول ایسا خوشگوار کر دیا کہ سامعین عش عش کر اٹھے۔

خزاں میں پھول کھلاؤ تو کچھ بات ہے
بہار میں تو کانٹے بھی مسکرا دیتے ہیں

1975ء کی بات ہے کہ فیصل آباد میں ایک سانگلوی مولوی جن کی زبان طعن کافی دراز تھی انھوں نے وہابی کی اصلیت بیان کرتے ہوئے ایک غلیظ مناسبت دی جس سے فیصل آباد کے اہلحدیث بہت مضطرب ہوئے، مولانا شیخوپوریؒ کو زحمت دی گئی اور فیصل آباد دھوبی گھاٹ کے میدان میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا اس دن شہر میں تصادم کے وسیع خطرات تھے لیکن مولانا شیخوپوریؒ نے اس کا بڑا حکیمانہ جواب دیا کہ مولانا موصوف اگر یہ بھی بتا دیتے کہ وہ متعلقہ شخصیت کن لوگوں سے تھی کیونکہ اس وقت وہابی تو موجود ہی نہ تھے، اس طرح یہ جواب بہت مشہور ہوا اور مولوی صاحب کی بولتی بند ہو گئی۔

فیصل آباد میں ہی محلہ نگہبان پورہ میں ایک مولوی صاحب نے وہابی کے ساتھ ایک اور لاحقہ بڑا مشہور کر دیا، اب بازار میں سے کوئی بھی اہلحدیث گزرتا تو یہ لوگ اس پر آوازے کستے اور یہی لاحقہ لگاتے جس سے بہت پریشانی لاحق ہو جاتی۔ حضرت شیخوپوریؒ نے ایک مثال سنا کر جب مولوی صاحب کی طرف اشارہ کیا تو سب لوگ بڑے محظوظ ہوئے اور اگلی صبح محلے کی فضا بالکل بدلی ہوئی تھی اور متعلقہ لوگ منہ چھپاتے پھرے۔

بیگم کوٹ لاہور میں بھی پیری فقیری کی فضا بہت بنی ہوئی تھی اور جماعتی جلسہ بابر بوڑھ کے ایک قدیمی درخت کے ساتھ سٹیج لگایا گیا اور مخالفین لاٹھیوں، ڈنڈوں اور بندوقوں سے لیس انتظار کر رہے تھے کہ کب ان کا مولوی ہمارے بزرگوں کو گالیاں دے اور ہم ان لوگوں پر حملہ کریں۔

لیکن جب مولانا شیخوپوریؒ نے جب قرآن کریم کی تلاوت شروع کی اور پیار کی باتیں سنانا شروع کیں تو یہی مسلح نوجوان بیٹھ گئے اور ساری رات مولانا کا خطاب سنتے رہے صبح جلسہ ختم ہوا تو یہی نوجوان آگے بڑھے اور مولانا کے سامنے زاروقطار رو کر اپنی سوچ پر اظہار ندامت کیا اور حلقہ توحید میں شامل ہو گئے۔ آج یہی نوجوان بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن ہر ایک مسلک حقہ کی خدمت میں ایک بھرپور تاریخ رکھتا ہے۔

حضرت شیخوپوری علیہ الرحمہ کی زندگی میں بڑے بڑے انقلاب آئے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ بڑے دبنگ خطیب تھے ان کی خطابت مذہبی و سیاسی ہر میدان میں للکار تھی، آغا شورش کاشمیریؒ ان کی خطابت کا لوہا مان چکے تھے اور خطابت کی جتنی خوبیاں اصولوں کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں ان سب کی خلعت علامہ شہیدؒ کے وجود پر فٹ کر چکے تھے۔ وہ اردو کے علاوہ عربی میں بھی بے مثال خطیب تھے۔ خطابت کے علاوہ ان کی جلالت کے سامنے بھی کسی کا چراغ نہیں جل سکتا تھا لیکن حضرت شیخوپوری کا نام آتے ہی عرب و عجم کا خطیب نظریں جھکا لیتا تھا۔

تنظیمی طور پر بیشک اختلافات ہوں لیکن فیصل آباد ___

لاہور واپسی پر ''شیخوپوری ڈیرے'' سے نظریں پھیر کا گزر جانا ان کی لغت میں نہ تھا۔ مولانا شیخوپورہ شہر میں ہوتے یا اپنے گاؤں میں علامہ مرحوم ہر جگہ پہنچتے اور عقیدت کے ساتھ مولانا شیخوپوریؒ سے ملتے۔ گھنٹوں ان کے سامنے گھٹنے جھکائے رکھتے اور کبھی کبھی تو بچوں کی طرح رونے لگ جاتے۔

اپنی جماعت کی باگ ڈور ہاتھ میں لی تو حضرت شیخوپوریؒ کے لیے سب سے بڑا منصب چنا۔ ناظم اعلیٰ کا لقب ان کی خدمت میں ہدیۂ دل کہہ کر پیش کیا اور کہا یہ چھوٹا سا لقب ان کے قبول کرنے کی وجہ سے بڑا ہو جائے گا، اپنی کتاب کا انتساب لکھنے لگے تو حضرت شیخوپوریؒ کے سوا کسی کا نام ان کے سامنے نہیں جچا۔ انھیں مولانا نہیں حضرت شیخوپوری کہہ کر پکارتے تھے، جب ایک نوجوان نے مولانا صاحبؒ کے بارے میں جذباتی الفاظ ادا کیے تو علامہ صاحب نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ حضرت شیخوپوری کا اسم گرامی تو چومنے کے قابل ہے، ان کی اہانت کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتا۔

حضرت شیخوپوری کے ساتھ راقم کا تعلق 1988ء میں قائم ہوا، جب وہ بیگم کوٹ کے مدرسۃ البنات کے سنگ بنیاد کے موقع پر تشریف لائے تھے۔ امام کعبہ الشیخ ابن السبیل نے اس کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ حاجی امام دینؒ بیگم کوٹ جماعت کے بانی تھے انھی کی کوششوں اور خلوص سے یہ علاقہ توحید و سنت سے آشنا ہوا، ان کے گھر میں مولانا شیخوپوریؒ سے نیازمندانہ گفتگو ہوئی، الفاظ یہ تھے مولانا ہم ان لوگوں میں شامل ہیں جنھوں نے اپنی ماؤں کے دودھ کے ساتھ آپ کا قرآن بھی پیا ہے مولانا بہت محظوظ ہوئے۔ ہمیں فیصل آباد جانا تھا اور مولانا نے شیخوپورہ، انھوں نے شیخوپورہ تک ساتھ چلنے کی آفر دی جسے ہم نے سعادت سمجھتے ہوئے قبول کرلیا۔ شیخوپورہ بس سٹاپ پر پہنچ کر گاڑی رکی تو مولانا فوراً گاڑی سے باہر نکلے اور پچھلا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا۔

4 جنوری 2010ء کی رات خواب میں دیکھا جیسے پاکستان کے کسی علاقے میں جماعت کا ایک تربیتی اجتماع ہو رہا ہے اور جمعہ کے دن مکمل ہوتا ہے تجویز میں یہ دیتا ہوں کہ سب حاضرین کو جمعہ پڑھنے کے لیے بسوں میں مولانا شیخوپوریؒ کی مسجد میں لے جایا جائے پھر اچانک یاد آتا ہے کہ مولانا شیخوپوری تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں لاہور میں علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، کاموکی میں مولانا حبیب الرحمن یزدانیؒ اور فیصل آباد میں مولانا محمد صدیق نور اللہ مرقدھم ان سب میں سے کوئی بھی حیات نہیں ہے اب انھیں کہاں لے جایا جائے؟ بس اس حقیقت نے غم کی لہروں کو متلاطم کر دیا اور روتا ہوا بیدار ہوا۔

مولانا شیخوپوری بہت یاد آئے، اللہ تعالیٰ انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے وہ اپنے اللہ کے ہاں کتنے خوش ہوں گے جہاں ان کے صدقۂ جاریہ کا ایک لمبا حساب ہوا ہوگا ان سارے نیک صالح موحدین کے اعمال صالحہ میں سے مولانا شیخوپوریؒ کا حصہ برابر لگا ہوگا۔

1999ء میں پاکستان گیا تو ایک جمعہ کی نماز مولانا کے ہاں ادا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اہل خانہ سمیت جب شیخوپورہ پہنچا تو جمعہ کا ٹائم ہو رہا تھا۔ مولانا کے صاحبزادے نے ہمیں دیکھ لیا اور کچھ دیر میں آنے کا کہہ کر چلے گئے، ہمیں مسجد کی جگہ کا علم نہ تھا۔ مولانا شیخوپوریؒ کی اہلیہ گھر میں موجود تھیں، وہ کافی عمر رسیدہ ہو چکی تھیں، اس کے باوجود وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئیں اور ہم اس سعادت پر بہت خوش تھے کہ یہ وہ سعادت مند خاتون ہیں جنھیں ایک ایسے انسان کی رفاقت حاصل ہے جو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہے۔

ساری عمر ہماری اس روحانی ماں نے اپنے وقت و رفاقت کی قربانی دے کر مولانا کی تبلیغی سرگرمیوں میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔ اس صدقہ جاریہ میں اماں جان کا حصہ مولانا سے کم نہ تھا کیونکہ اگر گھر والے مکمل ساتھ نہ دیں تو اس طرح کے کام کیے ہی نہیں جا سکتے۔ جب ہم مسجد پہنچے تو شیخوپوریؒ خطبہ شروع کر چکے تھے۔ میں گردن جھکائے باہر بیٹھ کر خطبہ سنتا رہا اور محظوظ ہوتا رہا۔ (بقیہ: ص13)

حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کے نام پیغام

حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہوں گے اور آپ دین حنیف کی اشاعت وتبلیغ میں مصروف عمل ہوں گے۔ انٹرنیٹ سے تلاش کرتے کرتے تنظیم اہلحدیث مل ہی گیا۔ جس میں 14 نومبر 2014ء کا شمارہ ملا جس میں اچانک میرا مضمون "اراکین مجلس اسلامک شرعیہ کونسل لندن کا دورہ سعودی عرب" کی دوسری قسط شائع ہوئی تھی۔ جزاکم اللہ

جماعتی جرائد (ہفت روزہ اہلحدیث، ہفت روزہ الاعتصام اور ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث) یہ ہمارے مرحوم اکابر کے لگائے ہوئے توحید و سنت کے گلشن ہیں انہیں ایک نظر دیکھ کر روح کی گہرائیوں تک ان سے محبت وعقیدت کی لہر دوڑ جاتی اور خون گرم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو تا قیامت آباد وشاد رکھے اور ان تمام علماء وسرپرست حضرات کو جزائے خیر دے جن کی مساعی سے یہ گلشن توحید وسنت آباد ہیں۔ جب دل چاہتا ہے کہ اپنے اکابرین کے ساتھ بیٹھوں تو انہیں کھول لیتا ہوں اور یوں اپنا رانجھا راضی ہو جاتا ہے اور پرانی فضائیں اور یادوں کی فضا تن جاتی ہے اب چونکہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث انٹرنیٹ پر ڈھونڈنے سے مل جایا کرے گا اس لیے آپ سے گاہے بگاہے رابطہ رہے گا۔ محترم حافظ صاحب یوٹیوب پر آپ کی تقاریر سننے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ آپ کی شکل وصورت بالکل حضرت العلام پیرومرشد حضرت حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ کی طرح نظر آتی ہے۔ اللہ کریم آپ کو انہی کا جانشین بنائے۔ (حافظ صاحب نور اللہ مرقدہ کی یاد میں کبھی کبھی کوئی مضمون بھی لگا دیا کریں ان کی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع تھا) آپ کو دیکھ کر وہ زمانہ یاد آ جاتا ہے جب میں اور آپ جامعہ لاہور الاسلامیہ میں مدرس تھے اور آپ ابھی آتش جوان تھے۔

ما و مجنون ہم سبق بودیم در ایوان عشق
او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا خوار شدیم

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے تاکہ آپ خدمت کتاب وسنت میں یونہی گونجتے رہیں اور آپ جن اکابر کی جگہ پر کیے ہوئے ہیں ان کے صدقات جاریہ میں آپ بھی شامل ہیں۔ اطال للہ عمرک وفضلک یا اخی۔

مولانا محمد علی سلفی کا کیا حال ہے؟ عرصہ ہوا ہے ان کی کوئی خبر ہی نہیں ملی ان کی خدمت میں سلام محبت ضرور پیش کیجیے گا اور تمام رفقاء مکتب وعلماء مدرسہ کو بھی سلام کہیے گا۔

میرا گذشتہ سال پاکستان آنا ہوا تھا دیگر اداروں مثلاً جامعہ سلفیہ جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں طلباء سے خطاب کے علاوہ جمعہ مجھے بادشاہی مسجد لاہور پڑھانے کا موقع ملا تھا، لاہور بہت گرد وغبار میں تھا، اس جمعہ (18 اپریل 2014) کو لاہور میں سخت بارش ہو گئی تھی اس لیے میں جمعہ کے فوراً بعد لاہور سے گوجرانوالہ نکل گیا اور آپ سمیت کسی سے بھی ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔

برادرحقیقی قاری حبیب الرحمن صاحب کا سانحہ ارتحال

میرے چھوٹے برادر حقیقی قاری حبیب الرحمن جو جامعہ لاہور الاسلامیہ میں (1987-1988ء میں) میرے اور آپ کے تلامذہ میں سے تھے دو ماہ نومبر 2014ء کی پہلی تاریخ کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ کچھ عرصہ سے جگر کے مرض میں مبتلا تھے، پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ چار بچے بھی شامل تھے۔

وہ شکل وصورت میں بالکل علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ سے مکمل مشابہت رکھتے تھے۔ مجھے بڑا تعجب ہوتا تھا کہ اتنی مشابہت تو علامہ صاحب کے حقیقی فرزندوں کی بھی نہیں جتنی میرے بھائی کی ہے۔ اس سے چھوٹے

بھائی قاری خلیل الرحمن تین سال پہلے 10 رمضان المبارک 2011ء میں انتقال کر گئے تھے، محترم والد صاحب کا انتقال 24 جون 2012ء میں ہوگیا تھا۔ والدین اور پھر حقیقی بھائیوں کی وفات نے میری دنیا بے مزہ کر دی اور کمر ہمت توڑ ڈالی ہے۔ پردیس میں ہونے کی وجہ سے صرف والدہ محترمہ کی علالت میں پہنچ سکا تھا باقی کسی کے لیے بھی بروقت نہ پہنچ سکا۔ بھی پردیسی ہونے کا سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے، صرف اس خیال سے جی رہے ہیں کہ دیار غیر میں بھی دعوت توحید وسنت میں مشغولیت ہے اور کوئی وجہ نہیں پردیس کاٹنے کی، اب ان پیارے رشتوں کی وفات کے بعد تو وطن عزیز آنے کا شوق ہی باقی نہیں رہا۔ بار بار خیال آتا ہے کہ ملک جاؤں تو کون میرا انتظار کرتا ہوگا۔

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ میرا انتظار ؟
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار
خاک مرقد پہ تیری لیکر یہ فریاد آؤں گا
اب دعائے نیم شبی میں کس کو یاد آؤں گا

اور کس کے گھر کو اپنا گھر سمجھ کر وہاں ٹھہروں گا۔ سب گھر اجنبی اور سب رشتے جذبات انتظار سے عاری رہ گئے ہیں کل من علیھا فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام اللہ تعالیٰ والدین کریمین، برادران حقیقی اور جمیع مومنین ومومنات کی آخرت بہتر فرمادے اور آپ سب بھی مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ واننا بفراقكم لمحزونون ومانقول الا مایرضی به ربنا ۔ اللهم اغفرلهم وارحمهم واعفهم واعف عنهم وادخلهم جنة الفردوس۔ اللهم لا تحرمنا اجرهم ولا تفتنا بعدهم۔

بقیہ: درس حدیث

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِأَنَّهُ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ "جب بھی کسی انسان کو ظلم سے قتل کیا جائے گا تو آدم کے پہلے بیٹے (قابیل) کے ذمہ اس کے خون کا حصہ ہوگا کیونکہ وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے قتل کو ایجاد کیا۔" (مسلم کتاب القسامة والمحاربین باب بیان اثم من سن القتل ج 6 جزء 11 ص 138 رقم الحدیث: 1677)

اللہ تعالیٰ نے بھی ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔ "جس شخص نے کسی کو ناحق یا زمین میں فساد پھیلانے کی غرض سے قتل کیا پس اس نے تمام انسانیت کا قتل کیا۔" (المائدہ: 32) اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے قتل ناحق کو انسانی معاشرے کے امن وسکون کو تباہ وبرباد کرنے والا فعل قرار دے کر اہل ایمان کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

پریس ریلیز

بے گناہ اور معصوم بچوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والوں کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ طالب علم قوم کے معمار ہوتے ہیں ان کا قتل کرنے والے کسی بھی رعایت کے مستحق نہیں۔ ان خیالات کا اظہار امیر جماعت اہلحدیث پاکستان حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے پشاور میں ہونے والے حملے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا معصوم اور بے گناہ بچوں کو نشانہ بنانا انتہائی بزدلانہ فعل ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ سکولوں وکالجوں میں زیر تعلیم بچوں پر حملہ کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیے ان کے لیے معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔ پروفیسر میاں عبدالمجید ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان نے پشاور میں ہونے والے حملہ پر رنج وغم کا اظہار کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ مولانا شکیل الرحمن ناصر نے کہا پاکستان دشمن عناصر کے خاتمہ کے لیے جماعت اہلحدیث حکومت وقت کے ساتھ ہے۔

(شعبہ نشر واشاعت جماعت اہلحدیث پاکستان)

عمران خان کے نام کھلا خط!!

حمید اللہ خان عزیز

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس نے روز اول سے ہی انسانوں کو اللہ کی بندگی اور غلامی سے نکال کر گمراہی اور کفر کے راستے پر لگانے کے لیے کئی خدا تراش دیے۔ان تازہ خداؤں میں ایک بڑا بت جمہوریت کا بھی ہے جس کی دلفریبی اور ہمہ گیری اس قدر مؤثر ہے کہ بڑے بڑے توحید پرست اس کے گرویدہ ہیں۔

امت مسلمہ کو جمہوری نظام نے اس قدر نقصان پہنچایا کہ اس سے مسلمانوں کا اجتماعی شرعی نظام اپنا وجود کھو بیٹھا۔جمہوریت کو نافذ کرتے کرتے مسلمانوں کی جسمانی، معاشی، تہذیبی، اخلاقی اور دینی اقدار تباہی کے کنارے پہنچ گئیں۔آپ جمہوریت کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو اس کی آڑ میں انسانی کھوپڑیوں کے مینار نظر آئیں گے۔اسی جمہوریت کے بطن سے جدید دور کے چھوٹے بڑے تمام فراعنہ ہٹلر، مسولینی، بش، اوباما اور مودی وغیرہ پیدا ہوئے۔

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

دنیا بھر کے دیگر مسلمان ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی جمہوریت کی پیداوار درجنوں لیڈرز و قائدین عوام کو اس کے ذریعے بنیادی حقوق کی بحالی و تحفظ کا راگ الاپ کر دراصل عوام کے بنیادی حقوق کا استحصال کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے ایمان وعقائد پر بھی کاری ضرب لگا رہے ہیں۔

اس وقت پاکستان میں عمران خان اور حکومت کے درمیان اصلی جمہوریت کے قیام کے لیے ناجائز اختلافات طول پکڑتے جارہے ہیں۔ دونوں طرف کے تہذیب یافتہ قائدین یہی کہتے ہیں کہ جمہوریت کے قیام کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دیں گے، اسی جمہوریت کی بحالی کے لیے تحریک انصاف نے اسلام آباد اور دیگر اضلاع کی اہم سڑکوں اور پارکوں میں پچھلے کئی ماہ سے دھرنے دے رکھے ہیں، جہاں مرد و زن کے باہمی اختلاطی اجتماع نے عمران خان کی اسلامی جمہوریت کی قلعی کھول دی ہے۔

- جہاں اکثریت ٹین ایجرز (TeenAgers) کی ہوتی ہے۔

آوازے کسے جارہے ہوتے ہیں..... مادر پدر آزاد ماحول..... یورپ کے کسی ملک کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے۔ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ مل کر عمران خان کے ''جمہوری انقلاب'' نے اب لوگوں کے عقیدہ وایمان پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیے ہیں۔

عمران خان اسلام آباد میں دھرنے کے شرکاء کو مسلسل اپنی تقریروں کے ذریعے قوم سے نئے عہد وپیمان باندھ رہے ہیں اس دوران انھوں نے ایک معنی خیز بلکہ سنسنی خیز اعلان ایسا بھی کیا کہ جس سے ان کی جمہوریت نوازی کا پول کھل گیا۔تمام حقیقت آشکار ہوگئی اور نئے پاکستان کا اصل منشور اپنے اصلی چہرے کے ساتھ منظر عام پر آ گیا۔

ہماری وضع داری ہے کہ ہم خاموش ہیں ورنہ
وہ تو رہزن کامل ہیں جنھیں ہم رہبر کامل سمجھتے ہیں

عمران خان نے کہا کہ ہم اپنی حکومت میں نواز شریف کے سمدھی اسحاق ڈار جیسے لوگوں کو وزارت خزانہ پر نہیں لائیں گے بلکہ امریکہ کی پرسٹن یونیورسٹی کے پروفیسر اور دنیا کے ٹاپ اکانومسٹ عاطف میاں کو امریکہ سے واپس لا کر وزیر خزانہ بنائیں گے۔اس اعلان کے ساتھ ہی انھوں نے عاطف میاں کی بڑھ چڑھ کر تعریفیں کیں۔ہم یہ کالم عمران خان کے نام کھلے خط سے منسوب کرتے ہوئے ان سے کھلی کھلی باتیں کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عمران خان صاحب! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے اس اعلان نے کتنے لوگوں کو مایوس کیا اور دینی حلقوں میں فکر مندی اور تشویش کی لہر اٹھ کھڑی ہوئی۔ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ عاطف میاں کا تعلق اسلام دشمن اور پاکستان مخالف فرقہ قادیانی سے ہے اور وہ قادیانی گروہ کے ایک انتہائی فعال اور متحرک شخص ہیں۔آپ کے اعلان کے بعد قادیانیوں

نے خوشی کا جشن منایا اور اپنی ویب سائٹ "دی ربوہ ٹائم ڈاٹ کام" پر آپ کے اعلان کے ساتھ عاطف میاں کا مکمل تعارف پوسٹ کر دیا۔لیکن بعد میں اس ویب سائٹ کو بند کر دیا گیا اور معلومات وتفصیلات کو بھی مٹا دیا گیا جو ان معاملات کو اور زیادہ مشکوک بنا گئیں۔

جناب عمران خان صاحب! کیا آپ پاکستان کی دینی، قومی اور ملی تاریخ سے واقف ہیں؟ آپ کو جاننا چاہیے کہ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں پاکستان کی پون صدی کی تاریخ میں تقریباً ہر قومی بحران کے پیچھے ان کا ہاتھ رہا ہے۔آیئے ہم آپ کو مختصراً عرض کیے دیتے ہیں کہ قادیانیوں کی حقیقت کیا ہے؟

قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے جو اسلام کی کوہان جہاد فی سبیل اللہ کو مٹانے کے لئے پیدا کیا گیا، امت مسلمہ نے اس پر اجماع کیا کہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عقائد وافکار کی بناء پر کافر ہے اور یہ فرقہ ملت اسلامیہ کے دائرے سے خارج ہے۔

الغرام اینکہ سابقہ ریاست بہاول پور، سعودی عرب، ایران، انڈونیشیا اور خود پاکستان کی پارلیمنٹ نے علماء ومشائخ کی طویل ترین جدوجہد کے بعد مرزائیوں کے لاہوری گروپ اور دیگر قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے۔آپ 1974ء کے تاریخ ساز فیصلہ کو ملاحظہ کر کے قادیانیوں کے ماضی اور حال سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

جناب عمران خان صاحب! قادیانیوں کی تاریخ سے آپ کچھ واقف ہوئے،اب آپ ہی فرمائیں کہ ایسے اسلام دشمن گروہ کے متعلق آپ کی رائے میں حسن ظن کا پہلو پایا جائے تو راسخ الفکر علماء وعوام اس کا مطلب کیا سمجھیں گے.......؟

ممکن ہے آپ عاطف میاں کے بارے میں یقین سے کچھ نہ جانتے ہوں اگر یقیناً ایسا ہی ہے تو آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ نئے پاکستان کی تشکیل میں ایسے لوگ کلیدی عہدوں پر بٹھانا چاہتے ہیں جن کے مذہبی مدود اربعہ سے آپ واقف ہی نہیں، کیا ایک اسلامی ملک آپ کی اس ادادی کا متحمل ہو سکتا ہے اور اگر آپ عاطف میاں کے متعلق جانتے تھے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار اور اسلامی نقطہ نظر سے کافر ہے تو پھر انصاف کا تقاضا تو یہی تھا کہ جو لوگ آپ کے ساتھ دھرنے میں اور جلسوں میں کئی ماہ سے چل رہے ہیں، پارٹی کو فنڈ دے رہے ہیں ان کا زیادہ حق بنتا تھا کہ آپ وزارت خزانہ کے لیے ان میں سے کسی کا اعلان کرتے....

اب جبکہ آپ پر یہ حقیقت کھل گئی کہ عاطف میاں مرزائی ہے تو آپ کو آنکھوں پر پٹی باندھنے کی کیا ضرورت تھی؟ جس کنٹینر پر آپ نے اس کو وزیر بنانے کی بات کی، اسی کنٹینر پر کھڑے ہو کر آپ کو اس کی تردید کر دینا چاہیے تھی۔تاحال آپ کی طرف سے اس کی تردید نہ آنے سے محب وطن حلقوں میں کئی سوال جنم لے رہے ہیں۔

پاکستان کے سینئر سیاستدان اور باشعور طبقہ یہی کہہ رہا ہے کہ آپ قوم پر کوئی بیرونی ایجنڈا مسلط کرنا چاہتے ہیں جس کے تانے بانے یہودیوں سے جا ملتے ہیں۔آخر وہ کون سی مصلحت ہے جس بناء پر آپ قادیانیوں کا سہارا لینے پر مجبور ہیں قادیانی پاکستان کی سرزمین سے کبھی مخلص اور وفادار نہیں ہو سکتے بلکہ اکھنڈ بھارت ان کے ایمان کا حصہ ہے۔قادیانیوں کا مرکز محبت بھارت کا شہر قادیان ہے جہاں ان کا گرو مرزا غلام احمد قادیانی دفن ہے۔

جناب عمران خان صاحب! قادیانیوں کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ "عقیدہ ختم نبوت" کے منکر ہیں۔ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے۔اجرائے نبوت کا عقیدہ کفر کے مترادف ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کافر ہیں۔

آیئے اس عقیدے کے متعلق آپ کو قرآن وسنت کی سیر کراتے ہیں:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا "محمد (ﷺ) تمہارے (بالغ) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔" (الاحزاب:40)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ختم بی النبیون "میرے ذریعے تمام نبی ختم کر دیے گئے۔" (صحیح مسلم۔ کتاب المساجد) انا خاتم النبیین لانبی بعدی. "میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں (بنے گا)۔" (ترمذی عن ثوبان فی ابواب الفتن و صححہ) انا اللبنة وانا خاتم النبیین "میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں یعنی میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں" (صحیح بخاری وصحیح مسلم عن ابی ھریرۃ)

جئت فختمت الانبیاء. "میں آیا، تمام انبیاء ختم کر دیے گئے۔" (صحیح مسلم عن جابر) رسول اللہ ﷺ کے بعد رسالت یا نبوت کسی کو نہیں ملے گی، دونوں منقطع ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لانبوۃ بعدی. "میرے بعد کوئی نبوت نہیں (کوئی نبی نہیں بنے گا۔"

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل۔ فضائل علی)

ایک اور حدیث میں آتا ہے: ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی "بیشک رسالت اور نبوت (دونوں) منقطع ہو گئیں لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول بنے گا اور نہ نبی۔"

(ترمذی فی ابواب الرؤیا وصححہ)

جناب عمران خان صاحب! قرآن وسنت کے واضح احکامات کے بعد آپ کو قادیانیوں کے کافر ہونے پر یقین کر لینا چاہیے اگر آپ ایک مرتبہ ان کے چنگل میں پھنس گئے تو ذلت وخواری سے آپ کی گردن ہمیشہ جھکی رہے گی، جسے اٹھانا آپ کے لیے دشوار ہوگا۔

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

آپ کے سیاسی دوست، عاطف میاں کے متعلق آپ کے بیان کو محض اتفاقیہ قرار دے رہے ہیں لیکن ہم آپ کو یاد دلاتے ہیں کہ الیکشن 2013ء میں نادیہ رمضان نے قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور سے کیمرے کے سامنے تحریک انصاف کیلئے حمایت کی درخواست کی تو مرزا مسرور نے جو کچھ کہا اس کی ویڈیو موجود ہے۔

اس نے کہا کہ آپ جس وقت تحریک انصاف کی بنیاد رکھ رہے تھے، اس وقت مرزا مسرور پاکستان میں تھا، آپ نے اپنی تحریک کی حمایت کی بھیک مانگنے کے لیے ایک صاحب کو بھیجا اور اس نے آپ کو کچھ کر دکھانے کی شرط پر آپ کی حمایت پر آمادگی ظاہر کی۔ آپ اس بات کا تسلی بخش جواب دیں کہ جس دور کی بات مرزا مسرور کر رہا ہے آپ نے اس زمانے میں قادیانیوں کے علاوہ اور کونسی اقلیتی کمیونٹی سے ووٹ لینے کے لیے اپنا وفد یا نمائندہ بھیجا تھا؟

قادیانیوں کی کچھ کر دکھانے کی شرط یہ ہے کہ جس پارلیمنٹ نے انہیں کافر قرار دیا، اسی فورم سے ان کے لیے دوبارہ مسلمان ہونے کا اعلان کیا جائے یا قوانین میں ان کے لیے لچک پیدا کی جائے جو کہ ایک ایسا اقدام ہے جس سے رسالت مآب ﷺ کی توہین اور استہزاء کو نعوذ باللہ قانونی حیثیت دینے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ قانون بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے راستے کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے چلنے والا دوزخی ہے: وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا "جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول (ﷺ) کے خلاف چلے اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ کی پیروی کرے تو اسے ہم ادھر ہی جانے دیں گے جدھر وہ جا رہا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔" (النساء:115)

جناب عمران خان صاحب! آپ نے خیبر پختونخواہ میں جب حکومت سازی کے لیے تیاری شروع کی تو وہاں آپ نے عبداللطیف نامی قادیانی کو ایڈووکیٹ جنرل بنانے کی کوشش کی، کیا اتنے بڑے صوبے میں آپ کو اس مرزائی کے علاوہ کوئی دوسرا ماہر قانون ہی نظر نہیں آیا کہ اس شخص کا چناؤ کیا گیا۔ ایک چھوٹے صوبے میں آپ کی یہ حالت ہے اور کل کو "نئے پاکستان" کی تعمیر کے بعد اس کے خزانے پر غدار دین وملت عاطف میاں کو بٹھانے کا اعلان کیا۔

آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ علامہ اقبالؒ نے مرزائیوں کو وطن اور ملت کا غدار قرار دیا تھا، کیا آپ اس سے بھی واقف نہیں کہ محمد علی جناح نے قیام پاکستان کے بعد اس کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا۔ ان کے خیال میں ظفر اللہ زیرک، ذہین اور امور خارجہ میں قابل ترین آدمی تھا۔

پاکستان کی قومی تاریخ گواہ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے پاکستان کی خارجہ پالیسی کی بنیاد ہی غلط رکھی کہ آج تک وہ صحیح نہ ہو سکی، اس شخص نے اپنے منصب کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر کے سفارت خانوں اور وزارت خارجہ کے دفاتر میں تمام اہم ترین عہدوں پر قادیانیوں کو ایسی چابکدستی سے بھرتی کروایا۔

آج قیام پاکستان کو پون صدی کا عرصہ گزرنے والا ہے لیکن ظفر اللہ قادیانی کی باقیات کے اثر ورسوخ، وزارت خارجہ اور پاکستانی سفارت خانوں سے زائل نہیں ہو سکے۔ پرانے معاہدات کی روشنی میں خارجہ پالیسی تا حال ہی صحیح سمت کا تعین نہیں کر سکی۔

قدم اک اٹھ گیا تھا غلط راہ شوق میں
منزل تمام عمر ہمیں ڈھونڈتی رہی

اسی ظفر اللہ قادیانی نے محمد علی جناح کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا: ''آپ مجھے ایک کافر ملک کا وزیر خارجہ سمجھ لیں یا ایک مسلمان ملک کا کافر وزیر خارجہ۔'' اس تاریخی یادداشت کو دہرانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو کچھ بانی پاکستان کے ساتھ ان کے وزیر خارجہ نے کیا، کل کلاں کو آپ کے ساتھ وہی سلوک آپ کا مجوزہ ''وزیر خزانہ'' ہی نہ کر دے۔

جناب عمران خان صاحب! اے کاش! آپ تحریک چلانے سے پہلے پاکستان کی قومی اور ملی تاریخ کو ایک بار پڑھ لیتے۔ ملک وملت کی باگ ڈور سنبھالنے سے پہلے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ آپ ملت فروشوں کی تاریخ سے آگاہ ہو جائیں۔

ایم ایم احمد سکہ بند قادیانی تھا۔ اس شخص نے پاکستان کو تقسیم کرنے میں دلچسپی لی اور 1971ء کی جنگ میں پاکستان کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کر بے وفائی اور بدعہدی کا بدترین عنوان رقم کیا۔ آپ یہ تاریخ جناب زاہد ملک سے معلوم کر لیجیے جنھوں نے ایٹم بم کی کہانی کو تاریخ کے دامن میں محفوظ کیا۔

اسی طرح ایک اور غدار ملت ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی (جس کی ہمارے قومی صحافی اور دانشور تعریف کرتے نہیں تھکتے) نے پاکستان کے ایٹم بم کے بارے میں تمام تر تفصیلات امریکہ کو پہنچائیں جس سے اس وقت کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان دنگ رہ گئے۔

جناب عمران خان صاحب! قادیانی اس ملک کے خیر خواہ نہیں ان سے دامن ابھی سے چھڑا لیں تو بہتر ہے ورنہ تاریخ آپ کو معاف نہیں کرے گی۔

اٹھو وگرنہ حشر نہیں ہو گا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

آپ کی سب سے بڑی فاش غلطی جو ہمیں نظر آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے متعدد افکار اور خیالات پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو ڈھانے کے مترادف ہیں۔ آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں ان میں کچھ مادر پدر آزادی کے محافظ اسلام کے پردے میں گمراہی اور کفر کے پرچارک اور فحاشی وعریانی کو سرعام فروغ دینے والی یہ گلوکارائیں اور گلوکار ہیں۔

اسی طرح سابقہ حکومتوں میں آٹھ آٹھ مرتبہ وزیر اور مشیر رہنے والے چلے ہوئے ''کارتوس'' آپ کے گرد جمع ہیں اور آپ اپنے سمیت ان سب کو اقتدار میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوئی اخلاقی تربیت ہے نہ دینی۔ ان لوگوں کے باعث نہ پچھلی حکومتوں کو دوام نصیب ہوا اور نہ آپ کو مل سکے گا۔

عمران خان صاحب! دین دشمن متعدد قوتیں اس وقت آپ کی پشت پر موجود ہیں.... ان کو پہچانیں.... عاطف میاں کے معاملے کی گرد ابھی بیٹھی نہ تھی کہ ایک گستاخ رسول خود کو مہدی کہلانے والا، بیت اللہ اور حجر اسود پر اپنی شبیہ ظاہر ہونے کے دعویدار، ملعون آنجہانی ریاض احمد گوہر شاہی کے پیروکاروں نے آپ کی حمایت کا اعلان کیا۔ اسی طرح مہدی

فاؤنڈیشن کے یونس الگوہر کی کئی ویڈیوز موجود ہیں جس میں وہ تحریک انصاف کی حمایت حاصل کرنے کے لیے سرگرداں ہیں اس شخص کی دیدہ دلیری تو دیکھیے کہ اسلام اور شعائر اسلام کی کھلم کھلا توہین کا مرتکب ہو چکا ہے آپ ایسے دین دشمن لوگوں کی حمایت سے کس قسم کا پاکستان تعمیر کریں گے، فیصلہ آپ کے ایمان اور ضمیر پر چھوڑتے ہیں۔

عمران خان صاحب! آپ سیاست میں خلفاء راشدین کا حوالہ دیتے ہیں تو ذرا یہ فرمائیں کہ کیا خلفاء راشدین اجتماع میں گانے سنتے تھے؟ یا کسی خلیفہ راشد نے نیم برہنہ خواتین کے اجتماع میں میوزک کے شور وغوغا میں خطاب کیا ہو؟ آپ سیاست مغربی طرز کی کرتے ہیں اور حوالہ خلفاء اسلام کا دیتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام کی سیاست قانون الٰہی کے مطابق تھی ان کے سامنے نمونہ صرف رسول اللہ ﷺ کا تھا۔

اس لیے ان کی دعوت دنیا کی تمام قانون ساز تنظیموں اور تحریکوں سے زیادہ پائیدار ثابت ہوئی جس نے فارس وروم کی دو مضبوط سلطنتوں میں زلزلہ برپا کر دیا اور انتہائی مختصر عرصے میں روم وفارس کے شاہی محلات پر توحید کے پرچم لہرانے لگے، یقیناً یہ اسلامی سیاست کی تاثیر تھی کہ مسلمان وحدت الٰہی کا پرچم لے کر عدل وانصاف کی خاطر روانہ ہوتے اور اعداء اسلام کے لئے اس کے سوائے اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا کہ وہ اسلام کے دامن امن میں پناہ لیں۔

نبی کریم ﷺ اور آپ کے خلفاء کا جہاد اسی مقصد کے لیے ہوتا تھا کہ دنیا میں شرک وکفر کے اندھیرے اور ظلم کو مٹا کر دوبارہ عدل وانصاف کا نظام قائم کیا جائے اور فی الواقع وہ نظام رائج ہوا۔ دنیا نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ کے مظالم سے تنگ لوگوں کے لیے ان کا قدیمی تحریف شدہ مذہب وبال بن چکا تھا اور وہ ان کے باطل فرسودہ خودساختہ قوانین سے تنگ آ چکے تھے لہٰذا وہ اسلام کے فلسفہ اخلاق واعمال اور رحم وکرم کے مزاج کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہو گئے حتیٰ کہ ملک کے ملک فتح ہوئے، توحید کے سامنے تمام شاہوں کو اپنی گردن جھکانی پڑی جنھوں نے طاقت کا استعمال کر کے شرک کے نظام اور ظلم کے قوانین کا احیاء چاہا تو جہاد کی تلوار نے انھیں کاٹ کر رکھ دیا اس تبدیلی نظام کو "انقلاب" کہتے ہیں جس کے لیے قرآن نے مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ. مسلمانو! اللہ کی راہ میں ایسی سعی و جدوجہد کرو جیسا کہ سعی وجہد کرنے کا حق ہے یعنی نظام اسلام کے قیام وبقاء کے لیے اپنا تن من دھن کے ساتھ حتی المقدور مساعی جمیلہ کرنا تم پر فرض ہے اس لیے کہ اس کام کے لیے اللہ نے تمہیں منتخب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دین یا نظام زندگی تمہارے لیے بارگراں نہیں ہے یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔

جناب عمران خان صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں آپ کی شخصیت پر بوجھ بن رہی ہوں گی لیکن ہم آپ سے عرض گزار رہیں گے کہ آپ کے گرد نوجوان نسل جمع ہے وہ آپ کی ہر بات کی نقل کرتے ہیں۔ یہ نوجوان اپنے ملک کی قومی تاریخ سے ناواقف ہیں انھیں ملک کے لیے ناسور فتنہ قادیانیت اور دیگر ملک دشمن طاقتوں سے کوئی خاطر خواہ واقفیت نہیں ہے۔ نئی نسل قادیانیوں کے بارے میں شرعی احکامات اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ نہیں ہے وہ قادیانیوں اور دیگر غیر مسلم کافروں کے متعلق بنیادی فرق تک بھی نہیں جانتے اور نہ ہی انھیں یہ معلوم ہے کہ زندیق اور غیر مسلم کی اصطلاحات کیا ہوتی ہیں۔ وہ دین وملت کے متعلق قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے قطعاً واقف نہیں ہیں۔

انھیں کیا معلوم کہ اس عظیم فتنہ کی سرکوبی کے لیے 1953ء اور 1974ء کی تحریکیں چلیں، کتنی خواتین کے سہاگ اجڑے، بچے یتیم ہوئے، علماء نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے شہادتیں پیش کیں ایسے میں جب آپ قادیانیوں کو اپنی حکومت میں وزیر بنانے کی خوشخبری سنائیں گے اور آپ کی تحریک کے سینئر عہدیدار مرزائیوں کی وکالت میں نکل آئیں گے تو ایسے میں یہ نوجوان نسل انھیں مسلمان ہی سمجھے گی اور اس کا وبال سیدھا آپ ہی پر پڑے گا۔ یاد رکھیے! آپ کی وجہ سے کفر کو اسلام سمجھا گیا تو آپ کی دنیا وآخرت تباہ ہو جائے گی۔ (جاری ہے)

جماعتی خبریں

پریس ریلیز

قبروں، مزاروں کا طواف کرنا، فوت شدگان سے مانگنا اوران کی قبروں کوسجدہ کرنا حرام ہے۔ان خیالات کا اظہار مناظر اسلام، مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے کیا۔انھوں نے کہا جوقبرستان میں نماز پڑھتا یاکسی قبر، حجر، شجر کوسجدہ کرتا ہے اُسے شریعت محمدی نے لعنتی قرار دیا ہے،اس کے برعکس کس قدر خوش نصیب ہے وہ انسان جواللہ کے گھر (مسجد) میں بیٹھ کرعبادت وریاضت کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آنسوں بہا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے، یقیناً یہ اس شخص سے کہیں بہتر ہے جو بزرگوں کی قبروں پرعرس کرواتا اور پھران کی قبروں کوسجدے کرتا پھرتا ہے۔

عقیدہ توحید سیمینار

جماعت اہلحدیث میر محمد کے زیراہتمام ،شیخ الحدیث حضرت حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان کی زیرامارت اور حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پنجاب کی زیر قیادت مورخہ 11 جنوری 2015ء بروز اتوار مسجد محمدی اہلحدیث (حافظ محمد یحیٰ عزیز میرمحمدیؒ والی) میں بعد از نماز مغرب عقیدۂ توحید سیمینار منعقد ہو رہا ہے،جس میں مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی، قاری محمد حنیف ربانی، پروفیسر عبیدالرحمن محسن، میاں محمد جمیل، مولانا شکیل الرحمٰن ناصر ودیگر خطابات فرمائیں گے۔ان شاءاللہ

(منجانب: وقار عظیم بھٹی میر محمدی 0300-4184081)

مولانا سید زاہد عزیز کو صدمہ

گذشتہ دنوں مولانا سیدزاہد عزیز نائب امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئی ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون. مرحومہ نیک وصالح ،توحید پرست اورصوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔مرحومہ کی نماز جنازہ مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی۔نماز جنازہ میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کوصبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین

(شریک غم: جماعت اہلحدیث ضلع شیخوپورہ)

دعائے مغفرت

گذشتہ دنوں ایک نیک وصالح بزرگ حاجی علم دین قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون. مرحوم توحید پرست اورعلمائے دین کے بہت قدردان تھے،مرحوم کی نماز جنازہ مولانا نثار شد حقانی نے پڑھائی،دوسری غائبانہ نماز جنازہ مولانا عبدالخالق خطیب گوجرانوالہ نے پڑھائی اورتیسری غائبانہ نماز جنازہ حافظ محمد ارشد زاہد نے پڑھائی۔تمام قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کوصبر جمیل کی توفیق بخشے۔آمین (دعاگو: حافظ محمد ارشد زاہد)

دعائے مغفرت

مورخہ 6 دسمبر کو جماعتی ساتھی عبدالصمد آف راجووال ضلع اوکاڑہ انتہائی طویل علالت کے بعد وفات پاگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون مرحوم خوش اخلاق، مہمان نواز اورصوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔مرحوم کی نماز جنازہ پروفیسر عبیدالرحمن محسن حفظہ اللہ نے پڑھائی۔نماز جنازہ میں احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔قارئین مرحوم کی بخشش و مغفرت اوربلندیٔ درجات کی دعا فرمائیں۔

(منجانب: مولانا عنایت اللہ امین مدرس دارالحدیث راجووال)

دعائے مغفرت

جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن وملال سے پڑھی جائے گی کہ مورخہ 24-11-2014ء بروز سوموار جماعت غرباء اہلحدیث کے امیر مولانا رانا محمد خلیق خاں سلفی دنیائے فانی سے رحلت فرماگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون. مرحوم عالم باعمل تھے۔آپ مولانا عبدالستار محدث دہلویؒ کے تمیذ رشید تھے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول کرتے ہوئے سیئات سے درگزر فرما جنت الفردوس عطا فرمائے۔آمین

(دعاگو: ابوضیاء محمد رمضان ثاقب مرکزی خطیب فیصل آباد)

مناظرِ اسلام حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

قاری تاج محمد شاکر

فنِ مناظرہ کا شہکار روپڑیؒ	مسلک سلف کی ننگی تلوار روپڑیؒ
ادیانِ باطلہ کا قلع قمع کرنے والا	تحریک ختم نبوت کا وفادار روپڑیؒ
ایسی عظیم ہستی صدیوں میں پیدا ہو گی	تھی قرآن و سنت کی بہار روپڑیؒ
وہ خطیب خوش بیاں یادگار رفتگاں	آج تک اہل دل ہیں اشکبار روپڑیؒ
وہ خطیب بے باک کذب و ریا سے پاک	کہتا تھا حق بر سرِ بازار روپڑیؒ
اخلاق کا مجسمہ علم و حلم کا پیکر	رعونت نہ خو د ستائی دلدار روپڑیؒ
سادہ طبیعت ان کی سادہ تھی بودو باش	احباب سے تھا بے حد ملن سار روپڑیؒ
ان کے باعث چمک تھی ہر ایک کانفرنس میں	کہتی تھی دنیا عالم ذی وقار روپڑیؒ
پنڈت سے مناظرہ یا مشرک سے ہو لڑائی	ہر اک میداں میں تھے ذمہ روپڑیؒ
ان کے علم سے اپنے بیگانے ہیں فیض یاب	تھا چراغ راہ گزر پیکر ایثار روپڑیؒ
وہ گفتگو کا فن وہ انداز وہ ڈھن	ہر ایک فن میں تاج شہکار روپڑیؒ
محافظ ختم نبوت روپڑیؒ چل بسا	ہیں امیر جماعت حافظ عبدالغفار روپڑیؒ
اللہ رکھے سلامت ان کے چمن کو تاج	تھا رب کی رحمتوں کا امید وار روپڑیؒ

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE